

خلفائے محدث بریلوی

مصنف پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد

مرتب محمد عبدالستار خان



ALAHAZRAT NETWORK

اعلٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

خلفائے محدث بریلوی

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتب

محمد عبدالستار طاہر

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

کتاب خلفائے محدث بریلوی

مصنف _____ پر فیض رڈ اکثر محمد مسعود احمد

مرتب _____ محمد عبدالستار طاہر

تصحیح _____ راؤ فضل الہی رضا قادری

ویب لے آؤٹ وٹائٹل _____ راؤ ربیاض شاہد رضا قادری

زیر نگرانی _____ راؤ سلطان مجاہد رضا قادری

صفحات _____ ۱۵۶

اشاعت اول _____ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء (رضا اکیڈمی، لاہور)

اشاعت دوم _____ ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء



فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	ابتدائیہ ————— محمد عبدالستار طاہر	۵
۲	لمعات آفتاب رضویت ————— محمد عبدالستار طاہر	۷
۳	حیات اعلیٰ حضرت، ایک نظر میں — پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۹
۴	تعارف حضرت رضا بریلوی ————— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۲۳
۵	اقتتاجیہ ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ ————— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۳۰
۶	جیۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی	۵۴
۷	جیۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی	۵۸
۸	شہزادہ امام احمد رضا مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں	۷۲
۹	مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی	۷۸
۱۰	علامہ مفتی تقدس علی خاں	۹۲
۱۱	سید محمد محدث کچھوچھوی	۱۰۰
۱۲	علامہ محمد ظفر الدین رضوی قادری بہاری	۱۰۶
۱۳	عبدالباقی مولانا برہان الحق جیلپوری	۱۱۱
۱۴	صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی	۱۲۰
۱۵	صدر الافاضل علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی	۱۴۲
۱۶	سیلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قادری	۱۴۵
۱۷	علامہ محمد ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی	۱۴۳
۱۸	قاضی عبدالوحید عظیم آبادی	۱۵۵
۱۹	کتابیات	۱۵۶

انتساب

عاشقِ اعلیٰ حضرت صاحبِ ذکر رضا، حضرت
 مولانا ریاست علی قادری علیہ الرحمہ کے نام
 جنہوں نے ۱۹۸۰ء میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی بنیاد
 رکھ کر امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی حیات
 اور علمی کارناموں پر ملکی اور عالمی سطح پر
 تحقیق و تصنیف کی جدید جہات
 متعارف کروائیں ع
 خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

طاہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

ہر کام کے ہونے کا وقت مقرر ہے۔ وہ اسی وقت ظہور میں آتا ہے جب مشیت ایزدی ہو۔ خواہ حالات کچھ بھی ہوں، وہ مسبب الاسباب غیب سے سامان کر دیتا ہے۔ اسلاف کے "الامتن" اذکار کے لئے "الذکر" پیش کیا ہیں۔ نئی نسل کو ان کے حالات سے باخبر رکھنا، ان کے حالات کو محفوظ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اگلوں کے حالات سے خبر رکھنے والے ایک ایک کر کے محفل جہاں سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ آنے والے دنوں میں پچھلے اپنے اگلوں کے نام سے واقف تو ہوں گے مگر شائد ان کے افکار و نظریات اور حالات سے نا آشنا ہوں گے!

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو امام احمد رضا پر تحقیق کرتے ہوئے (۱۹۷۰ء تا ۲۰۰۵ء) تقریباً اسی بیس برس ہو چلے ہیں۔ آپ نے گا ہے بگا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تربیت یافتگان یعنی خلفاء و حوالہ دہ پر بھی لکھا ہے۔ آپ نے اس موضوع پر سب سے پہلے میاں محمد صادق قصوری صاحب کی مرتبہ تحقیقی کتاب "خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء کے لئے ضخیم تقدیم رقم فرمائی۔ یہ تقدیم ۱۹۷۶ء میں سید قرطاس کی زینت بنی لیکن کتاب کے ساتھ کراچی سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ موضوع کے اعتبار سے اس تقدیم کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت مسعود ملت نے مختلف خلفاء کے بارے میں چیدہ چیدہ لکھا ہے۔ "لمعات خلفائے اعلیٰ حضرت" کے عنوان سے خلفائے اعلیٰ حضرت پر تحقیق کا

جائزہ بھی شامل کتاب ہے، جس کی روشنی میں خلفائے اعلیٰ حضرت کی ایک طویل فہرس سامنے آتی ہے۔ یہ کتاب رضویات کے باب میں ایک اہم اضافہ ہے۔

”خلفائے اعلیٰ حضرت“ کی کمپوزنگ کی مساعی کا کریڈٹ صالح جوان رعنا برادر ملک محمد سعید مجاہد آبادی کو جاتا ہے، جن کی توجہ دلانے سے یہ اہم کام سرانجام پا سکا۔ حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے اعلیٰ حضرت کے تلامذہ، احباب اور معاصرین کے حالات مختلف مقامات پر حواشی میں تحریر فرمائے ہیں۔ انہیں برادر ملک محمد سعید صاحب مجاہد آبادی، ناظم ادارہ مظہر اسلام لاہور مرتب کر رہے ہیں۔

”خلفائے اعلیٰ حضرت“ کا پہلا ایڈیشن رضا اکیڈمی، لاہور نے اکتوبر ۱۹۹۸ء میں حسب روایت شائع کیا۔ کتاب کی مستقل اہمیت، افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اس کا دوسرا ایڈیشن مع اضافات شائع کر رہا ہے یہ خصوصی اشاعت اعلیٰ حضرت کی تعلیمات و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لیے ادارہ ہذا کی سلور جوبلی کے موقع پر پیش کی جارہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی ان پر خلوص کوششوں کو قبول و منظور فرمائے، اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ادارہ کے تمام وابستگان کو دارین میں سرفراز فرمائے۔ آمین! بچہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر العباد

محمد عبدالستار طاہر

۲۳ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ

E-III/A، پیر کالونی۔ مین روڈ۔ والنٹن

۱۳ جولائی ۲۰۰۴ء

لاہور کینٹ۔ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

لمعات خلفائے اعلیٰ حضرت

محمد عبدالستار طاہر

ہمارے اسلاف عظیم الشان ہیں، ہماری تاریخ شاندار ہے۔ ہم جتنا فخر کریں کم ہے، ہم جتنا ناز کریں کم ہے مگر ہم بے خبر ہیں، ہم کو باخبر ہونا چاہیے۔ ہم سو رہے ہیں، ہم کو جاگنا چاہیے۔ اللہ اکبر! کیسی عظیم ہستیاں نظروں سے اوجھل ہو گئیں!

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ جیسی مایہ ناز شخصیت جس نے ایک عہد کو متاثر کیا۔۔۔ بلکہ پورا کچھ کہہ دیا۔۔۔ نہ کہ کوئی بڑا فتوہ، بلکہ کے لیے مسخر کر لیا۔ اس یگانہ روزگار ہستی کے تربیت یافتہ کس پائے کے ہوں گے۔ حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلفاء کے بارے میں مجمل طور پر ذکر فرمایا ہے:

”مولانا بریلوی کے خلفاء پاکستان و ہندوستان، حجاز مقدس اور دوسرے

بلا داسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔“

ان خلفاء کی علمی ثقاہت کے بارے میں آپ لکھتے ہیں:

”حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھر کم ہیں کہ

ان کے حالات و خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔

افسوس ابھی تک کما حقہ کام نہیں کیا گیا۔ ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے

آسمان علم و دانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند

سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے، لیکن راہ میں

بہت سے کنھن مرحلے ہیں، ان کو طے کرنا آسان نہیں۔“

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی مطبوعہ سیالکوٹ (۱۹۸۱ء)

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، خلفائے اعلیٰ حضرت عمرہ ۱۹۷۶ء مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

مزید ذکر فرماتے ہیں:

”کتاب خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں میاں محمد صادق قصوری صاحب نے ابتداء میں ۵۳ خلفاء کے حالات شامل کئے تھے۔ بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۰ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا۔
فجزاهم اللہ احسن الجزاء۔

یوں ۸۳ خلفاء کا ذکر آ گیا۔ بعض کے حالات مفصل اور بعض کے مجمل، ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک و ہند سے ہے۔ اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کر لیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دوگنی ہو جاتی۔ کیونکہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے۔ اسکے لئے تلاش و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے، اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو یہ کام قدرے آسانی سے ہو سکتا ہے۔“

خلفائے اعلیٰ حضرت کے ذیل میں حضرت مسعود ملت رقم طراز ہیں:

”ہندوستان و پاکستان اور ممالک اسلامیہ خصوصاً حرمین شریفین میں مولانا بریلوی کے بیشتر خلفاء تھے، جن کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہے۔“

ایک اور جگہ قدرے تفصیل سے لکھتے ہیں:

”فاضل بریلوی کے بے شمار خلفاء تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے ہوئے تھے۔“

”الاجازات المستحیہ“ کے مطالعہ سے حرمین شریفین

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، خلفائے اعلیٰ حضرت، محرمہ ۱۳۹۶ھ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء

نوٹ:- عبدالحق انصاری اور بہاد الحق صاحب، بہاد الدین ذکر الایام، جمعیہ چکوال نے اس سلسلے میں خاصی پیش رفت کی ہے۔ ماہنامہ معارف و رضا کراچی میں علماے حرمین شریفین اور اعلیٰ حضرت کے حوالے سے گزشتہ ۴ سال سے قسط وار مضامین شائع ہو رہے ہیں۔

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ (۱۹۸۱ء)

میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے سات مختلف سندیں تحریر فرمائیں جو صاحب اجازت کے نام اور مرتبے کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

(ا) پہلی سند شیخ محمد عبدالحی ابن الشیخ الکبیر السید عبدالکبیر الکلانی الحسنی الہکی (م۔

۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء) کو عنایت فرمائی۔

(ب) دوسری سند شیخ اسماعیل خلیل کی آقندی (م۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) ۲ کیلئے

مرحمت فرمائی:-

① شیخ مصطفیٰ خلیل کی آقندی (م۔ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) ۳

② شیخ مامون ابیری الدینی

③ شیخ عبدالرحمن

④ شیخ عابد بن حسین مفتی مالکیہ (م۔ ۱۳۳۱ھ) ۴

⑤ شیخ علی بن حسین

⑥ شیخ جمال بن محمد الامیر مرزوقی

⑦ شیخ عبداللہ بن ابی الخیر میرداد

⑧ شیخ بکر رفیع

⑨ شیخ ابی حسین مرزوقی

⑩ شیخ اسعد الدھان

⑪ شیخ علی بن حسین

⑫ شیخ عبداللہ دھلان (م۔ ۱۳۳۶ھ) ۵

۱۔ آخر شاہجہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم "المستوفیٰ" مطبوعہ کراچی

۳۔ ایضاً

۴۔ مہاں صادق قصوری: خلفائے اہل حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

۵۔ ایضاً

- (۱۳) شیخ حسن العجمی
- (۱۴) شیخ الدلائل سید محمد سعید
- (۱۵) شیخ عمر المحروسی
- (۱۶) شیخ عمر بن حمدان
- (۱۷) تیسری سند شیخ احمد خضر اوی الہی (م۔ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۲۷ء) کو عنایت فرمائی۔
- (۱۸) چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو عنایت فرمائی:
- (۱۹) شیخ ابوالحسن محمد المزدوقی
- (۲۰) شیخ حسین الماکہ
- (۲۱) شیخ علی بن حسین
- (۲۲) شیخ محمد جمال
- (۲۳) شیخ صالح کمال کی (م۔ ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) ۲
- (۲۴) شیخ عبداللہ میر داو
- (۲۵) شیخ احمد ابی الخیر میر داو
- (۲۶) سید سالم بن عیدروس (م۔ ۱۳۲۷ھ) ۲
- (۲۷) سید علوی بن حسن
- (۲۸) سید ابوبکر بن سالم
- (۲۹) شیخ محمد بن عثمان دحلان
- (۳۰) شیخ محمد یوسف

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیمہ الموقوفہ مطبوعہ کراچی۔

۲۔ ایضاً

نوٹ:- علامہ اختر شاہ جہان پوری نے ”سیرت امام احمد رضا“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء میں شیخ صالح کمال کا سن وقات ۱۹۰۶ء لکھا ہے۔

۳۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

(ھ) پانچویں سند شیخ عبدالقادر کرودی مکی (م۔ ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) کو مرحمت فرمائی۔

(و) چھٹی سند شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔

(ز) ساتویں سند شیخ محمد بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

یہ وہ علماء حرمین ہیں جن کو تحریری اجازت نامے عنایت فرمائے۔ بہت سے حضرات کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی کہ ان کی تعداد کا علم نہیں مذکورہ بالا چوبیس خلفائے حرمین کے علاوہ حضرت مسعود ملت نے ایک جگہ مزید یہ نام بھی لکھے ہیں:-

① شیخ حسین جلال مکی

② سید علوی بن حسین

③ شیخ فرید مکی (م۔ ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۱ء) ع

حرمین شریفین کے علاوہ پاک و ہند میں بھی فاضل بریلوی کے بکثرت خلفاء ہیں۔ جن حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے، وہ یہ ہیں:-

① مولانا حامد رضا خاں (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

② مولانا مصطفیٰ رضا خاں (م۔ ۱۳۶۸ھ/ ۱۳۶۳ھ/ ۳ نومبر ۱۹۴۸ء)

③ مولانا محمد ظفر الدین بہاری (م۔ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) ۵

④ مولانا سید دیدار علی شاہ الودی (م۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) ۶

⑤ مولانا امجد علی اعظمی برکاتی (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

⑥ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) ۷

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، مطبوعہ کراچی

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے قازق قنطر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۳۔ علامہ اختر شاہ کجھان پوری نے ”سیرت امام احمد رضا“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء میں شیخ فرید مکی کا نام شیخ عبداللہ فرید لکھا ہے۔

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، الملوک، مطبوعہ کراچی

۵۔ ایضاً

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، خلفائے اعلیٰ حضرت مجدد ۱۹۷۶ء

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، الملوک، مطبوعہ کراچی

- ⑦ مولانا شاہ احمد حقار صدیقی میرٹھی (م۔ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) ۱
- ⑧ مولانا شاہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی (م۔ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۵۵ء) ۲
- ⑨ مولانا عبدالحق قادری پہلی بھتیجی سک (م۔ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۹ء) ۳
- ⑩ مولانا عبدالحق صدیقی میرٹھی (م۔ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء) ۵
- ⑪ مولانا محمد رحیم بخش آرومی شاہ آبادی (م۔ ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۲۵ء) ۱
- ⑫ مولانا لعل محمد خاں مدراسی (م۔ ۱۳۳۹ھ/ ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء) ۱
- ⑬ مولانا عمر بن ابوبکر کہتری، ساکن شہر پور بندر کے
- ⑭ مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی (م۔ ۱۳۷۰ھ/ ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء)
- ⑮ مولانا محمد شفیع قاسم پوری (م۔ ۱۳۷۲ھ/ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۳ء)
- ⑯ مولانا محمد حسین رضا خاں (م۔ ۱۳۷۵ھ/ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۸ء)
- ⑰ مولانا شریف الدین کوٹلی لوہاراں (م۔ ۱۳۷۶ھ/ ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء)
- ⑱ مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (م۔ ۱۳۷۹ھ/ ۱۹ اگست ۱۹۶۱ء)
- ⑲ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی (م۔ ۱۳۷۵ھ/ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ/ یکم اگست ۱۹۵۹ء)
- ⑳ مولانا احمد حسین امرہوی (م۔ ۱۳۷۷ھ/ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ/ ۱۱ اگست ۱۹۵۹ء)
- ㉑ مولانا عبد السلام صدیقی جبل پوری (م۔ ۱۳۷۸ھ/ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ/ ۳ فروری ۱۹۵۳ء)

㉒ مولانا میر بان الحق محمد عبدالباقی جبل پوری (م۔ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

- ۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و اکر: تقدیم، مقلد، اعلیٰ حضرت نگر ۱۹۷۶ء
- ۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و اکر: تقدیم، المصنوع، مطبوعہ کراچی
- ۳۔ اختر شاہجہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
- ۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و اکر: تقدیم، المصنوع، مطبوعہ کراچی
- ۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و اکر: تقدیم، مقلد، اعلیٰ حضرت نگر ۱۹۷۶ء
- ۶۔ اختر شاہجہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
- ۷۔ ایضاً
- ۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و اکر: تجدیدات و تحقیقات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

(۲۲) سید فتح علی شاہ، پنجابی لکھنؤ سیدالکرم (م۔ ۸/رجب المرجب ۱۳۷۷ھ/ ۱۸ جنوری ۱۹۵۸ء)

(۲۳) مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (م۔ ۱۳۹۸ھ/ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۸ء)

(۲۴) مولانا عمر الدین ہزاروی (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

(۲۵) مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی (م۔ ۲۶ ریشوال المکرم ۱۳۶۷ھ/ یکم ستمبر ۱۹۴۸ء)

(۲۶) مولانا میر مومن علی مومن چنیدی (م۔ ۱۹۸۳ء)

(۲۷) پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (م۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ/ ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء)

(۲۸) قاری محمد بشیر الدین جبل پوری (م۔ ۲ ریشوال المکرم ۱۳۲۶ھ)

(۲۹) مولانا عبد السلام باندوی (م۔ ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۲۳ء)

(۳۰) مولانا سید نور الحسن گینوی (م۔ ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۳ء)

(۳۱) مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی (م۔ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

(۳۲) مولانا محمد حبیب الرحمن بٹلی بھیت (م۔ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء)

(۳۳) قاضی عبدالوہید عظیم آبادی (م۔ ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۰۸ء)

(۳۴) علامہ مفتی تقدس علی خاں (م۔ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ/ ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء)

۱۔ اختر شاہجہان پوری، علامہ، سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۲۔ بدر الدین احمد مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی

نوٹ:- نمبر شمار ۲۳ تا ۲۸ کے شیعہ وفات "خلفائے اعلیٰ حضرت" سے لئے گئے ہیں۔

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: قاضی بریلوی علمائے قادیان کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، خلفائے اعلیٰ حضرت، بحرہ ۱۹۷۶ء

۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: قاضی بریلوی علمائے قادیان کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: وفات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، بالعلقو، مطبوعہ کراچی

۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقدیم، خلفائے اعلیٰ حضرت، بحرہ ۱۹۷۶ء

۹۔ ایضاً

نوٹ:- نمبر شمار ۲۳ تا ۲۸ کے شیعہ وفات "خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی سے لئے گئے ہیں۔

خلفاء کے ضمن میں حضرت مسعود ملت نے اپنی نگارشات میں لکھا ہے جو ذکر فرمایا ہے۔ وہ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۸۱ء کے عرصہ تک محیط ہے۔ یعنی ”فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں“ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء سے خلفائے اعلیٰ حضرت کا ذکر شروع ہوتا ہے اور پھر ضمنتاً ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء میں ذکر ملتا ہے۔ اس دوران میں کچھ نئی معلومات بھی درآئی ہیں۔ اس کے برعکس ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ جسے میاں محمد صادق قصوری صاحب نے مرتب کیا تھا، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی ایڈیٹنگ کے بعد ۱۹۹۲ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ اس لئے اس میں نسبتاً معلومات زیادہ واقع ہیں۔ لہذا پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں:

”۳۵، ۳۶۔ زیادہ نام علم میں آئے ہیں کہ ان کو اعلیٰ حضرت سے خلافت حاصل رہی۔ مگر یا تو ان کے حالات قطعی میسر نہ ہو سکے اور اگر حالات میسر ہوئے بھی تو ان کی خلافت پر شواہد زیادہ حاصل نہ ہو سکے، جس کی وجہ سے کئی اہم اور معروف شخصیات کو ان کے خلفاء میں شمار نہیں کیا جا سکا مثلاً:

① مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کا)

② مولانا حشمت علی خاں لکھنوی (م۔ ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء کا)

③ مولانا حسن رضا خاں (م۔ ۳ ر شوال المکرم ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کا)

④ مولانا محمد رضا خاں

⑤ مولانا حکیم سید محمد عزیز غوث بریلوی (م۔ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء کا)

⑥ مولانا ایوب علی ⑦ مولانا عبدالباری لکھنوی

⑧ مولانا عرفان علی بوسل پوری ⑨ مولانا سلطان احمد خان وغیرہم

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تحقیقات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۳۔ اقبال احمد قدردی اختر، مولانا: ذکر حسن بریلوی اور اصحاب فکر و نظر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، حسن بریلوی نمبر ۱۹۹۲ء

۴۔ اختر شاہ جہان پوری، ملاحظہ: میرات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۵۔ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: عرض مؤلف، خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے جن خلفاء کا ذکر فرمایا ہے، اس کام کو میاں محمد صادق قصوری صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے آگے بڑھایا ہے۔ بالخصوص پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت کے دیگر علماء سے روابط پر یہ مقالات بھی لکھے ہیں:-

① امام احمد رضا اور علمائے بھرچوٹی شریف، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

② امام احمد رضا اور علمائے کراچی، مطبوعہ کراچی لاہور ۱۹۹۳ء

③ امام احمد رضا اور علمائے بہاولپور، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

④ امام احمد رضا اور علمائے سندھ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

⑤ امام احمد رضا اور علمائے لاہور، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

⑥ امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خان۔

اگرچہ حضرت مسعود ملت نے ۳۷ خلفائے عرب و افریقہ کے نام لکھے ہیں۔ خلفائے عرب و افریقہ پر میاں محمد صادق قصوری صاحب اور خلفائے پاک و ہند پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے لکھا ہے۔ یہاں قارئین کی معلومات کے لئے بقیہ خلفاء کے نام دیئے جا رہے ہیں جو کہ اضافہ کا حکم رکھتے ہیں:-

① الشیخ السید حسین جمال بن عبد الرحیم

② السید حسین مدنی بن سید عبدالقادر شامی

③ السید محمد ابراہیم مدنی

④ الشیخ محمد سعید بن محمد بالسبیل مفتی شافعیہ

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ واضح کر دوں کہ حضرت مسعود ملت نے جو فہرس لکھی ہے، اس کے مطابق یہ نام میاں محمد صادق قصوری صاحب کی فہرس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ نام ان پر اضافہ ہیں۔ یہ الگ بات کہ ان خلفاء کے حالات نڈل سکے ہوں:-

① شیخ عبد الرحمن

- ② شیخ ابی حسین مرزوقی
- ③ شیخ عمر المحمودی
- ④ شیخ عمر بن حمدان ع
- ⑤ شیخ علی بن حسین ع
- ⑥ شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی
- ⑦ شیخ حسین المالکی
- ⑧ شیخ احمد ابی الخیر میرداد

اسی طرح سے خلفائے پاک و ہند کے جو نام حضرت مسعود ملت کے حوالہ سے ملتے ہیں، وہ گزشتہ سطور میں آسپہ ملّا حظ فرما چکے ہیں۔ ان کے علاوہ جو نام ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں مذکور ہیں، وہ یہ ہیں:-

- ① مولانا احمد بخش صادق (م۔ ۲۔ جب المرجب ۱۳۶۳ھ / ۱۳ جون ۱۹۴۵ء)
- ② مولانا جمیل الرحمن قادری بریلوی
- ③ مولانا سید محمد حسین بریلوی
- ④ مولانا حامد علی فاروقی (م۔ ۲۶۔ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)
- ⑤ مولانا رحمہ الہی منگوری (م۔ صفر ۱۳۶۳ھ)
- ⑥ مولانا ضیاء الدین ہیلی بھٹی (م۔ ۲۸۔ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ)
- ⑦ مولانا عبدالحق ہیلی بھٹی (م۔ ۱۳۶۱ھ)
- ⑧ مولانا عبدالحق ہیلی بھٹی (م۔ جون ۱۹۴۰ء)

۱۔ واضح رہے کہ شیخ عمر المحمودی اور شیخ عمر بن حمدان دو الگ الگ شخصیات تھیں بلکہ برعکس ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ یا ایک ہی شخص ”شیخ عمر بن حمدان المحمودی“ ہیں۔ البتہ علامہ اختر شاہ جہان پوری نے ”میرت امام احمد رضا“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء میں انہیں دو علیحدہ علیحدہ شخصیات قرار کیا ہے۔

۲۔ حضرت مسعود ملت نے شیخ علی بن حسین کا نام بحوالہ ”الاجازات المخصوصة“ تین بار لکھا ہے۔ دوسری سند کے ذیل میں شیخ علی بن حسین دو بار اور چوتھی سند کے ذیل میں ایک بار مذکور ہے، ممکن ہے یہ تینوں حضرات مختلف ہوں، یا پھر ایک ہی ذات سے بار مذکور ہے اور شاید شیخ حسین المالکی بھی یکساں ہوں۔

- ⑨ مولانا عبدالعزیز بجنوری (م۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)
 - ⑩ مولانا عزیز الحسن پھونڈی (م۔ ۱۳۶۲ھ)
 - ⑪ مولانا سید عبدالرشید مظفر پوری
 - ⑫ قاضی شمس الدین جونا پوری
 - ⑬ سید غلام جان جام جوہپوری۔!
 - ⑭ مولانا محمد اسماعیل فخری (م۔ ۱۳۶۱ھ)
 - ⑮ حاجی کفایت اللہ
 - ⑯ سید محمد محدث کچھوچھوی (م۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ / ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء)
 - ⑰ مولانا مشتاق احمد کانپوری (م۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۴۱ء)
 - ⑱ مولانا شراح احمد کانپوری (م۔ اپریل ۱۹۳۱ء)
 - ⑲ مولانا یقین الدین (م۔ ۱۱ جمادی الآخرہ ۱۳۶۷ھ)
 - ⑳ مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی (م۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء)
- مذکورہ بالا کے علاوہ جن حضرات کا ذکر ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں نہیں ملتا، مگر حضرت مسعود ملت نے ان کی نشاندہی فرمائی ہے:-

- ① مولانا عمر بن ابوبکر
 - ② مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی (م۔ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)
- اسی طرح علامہ اختر شاہ جہان پوری صاحب نے خلفاء کے ذیل میں درج ذیل نام بھی لکھے ہیں:-
- ① مولانا سید علی اکبر شاہ علی پوری
 - ② مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں (م۔ ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ)

۱۔ اختر شاہ جہان پوری، مخلص: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تنقیدات و تحقیقات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۱۲/ جون ۱۹۶۵ء) ۱

(۳) علامہ ابوالفیض قلندر علی سہروردی لاہور (م۔ ۸/ ۱۳/ ۱۹۵۸ء)

یہ نام حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے مذکورہ خلفاء میں شامل نہیں ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بعد کی تحقیق نے ان شخصیات کو خلفاء کی صف میں شمار نہ کیا ہو۔

”انتخاب حدائق بخشش“ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے لکھا ہے:

”پاک و ہند اور عرب و عجم میں حضرت رضا بریلوی کے دوسو سے زیادہ

خلفاء ہوئے، جن میں اکثر اپنے عہد کے ممتاز علماء و مشائخ میں شمار ہوتے

تھے۔“

جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ بیان کیا گیا کہ بعض خلفاء ایسے بھی تھے جنہیں اعلیٰ حضرت نے زبانی خلافت عطا فرمائی لیکن ان کے بارے میں معلومات سامنے نہیں ہیں، ہاں مگر تحقیق کا باب کھلا ہے۔ جا بجا بکھرے ہوئے ان گوہر ہائے آبدار کو اکٹھا کرنا اگرچہ بہت دشوار ہے لیکن اصل میں حق محنت اس دشواری کو ہی دور کرنا ہے۔ یہ جواہر ریزے سمیٹ کر تائید ایزدی سے کوئی بھی ان پر اضافہ کر سکتا ہے۔

تاریخ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، ان کے صاحبزادوں، خلفاء اور علانہ نے اسلام اور پاکستان کے لئے داسے، درے، قدے، سخنے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی بے لوث خدمات کا ہم پر حق ہے کہ ان پر تحقیق کر کے ہم ان کی سیرتیں اجاگر کریں اور ان سیرتوں کی روشنی میں اپنی سیرت کی تعمیر کریں۔

محررہ

۴ ربیع الاول شریف ۱۴۱۶ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۹۶ء محمد عبدالستار طاہر عفی عنہ

۱۔ محمد ابراہیم خوشنودینی، علامہ: تذکرہ جمیل، مطبوعہ ربی شریف ۱۹۹۱ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: انتخاب حدائق بخشش، ص ۲۸۳، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

ماہ و سال — حیات امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مرتب: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

۱	ولادت باسعادت	۱۰/شوال ۱۲۷۲ھ/
۲	ختم قرآن کریم	۱۳/جون ۱۸۵۶ء
۳	پہلی تقریر	۱۲۷۲ھ/۱۸۶۰ء
۴	پہلی عربی تصنیف	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ/
۵	دستار فضیلت	۱۸۶۱ء
۶	آغاز فتویٰ نویسی	۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء
۷	آغاز درس و تدریس	شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء
۸	ازدواجی زندگی	بہار تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن
۹	فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت	۱۳/شعبان ۱۲۸۶ھ/
۱۰	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	۱۸۶۹ء
۱۱	بیعت و خلافت	۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء
۱۲	پہلی اردو تصنیف	۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء
۱۳	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	ربیع الاول ۱۲۹۳ھ/
۱۴	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت احادیث	۱۸۷۵ء

۱۵	مفتی مکشی عبدالرحمن السراج سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۶	شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ	
۱۷	شیخ حسین بن صالح اللیل کی سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۸	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدہ انوار البیہ	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۹	مسجد حنیف (مکہ معظمہ) میں بشارت مغفرت	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۲۰	زمانہ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۱	تحریک ترک گاؤں کش کا سد باب	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۲	پہلی قاری تصنیف	۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء
۲۳	اردو شاعری کا سنگمار "قصیدہ معراجیہ" کی تصنیف	قبل ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء
۲۴	فرزند اصغر مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں کی ولادت	۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء
۲۵	مدوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس (کانپور) میں شرکت	۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء
۲۶	تحریک مدوہ سے علیحدگی	۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء
۲۷	مقابلہ پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں قاضیانہ تحقیق	۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء
۲۸	قصیدہ عربیہ "آمال الابرار والایلام الاشرار" کی تصنیف	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۹	مدوۃ العلماء کے خلاف سخت روزہ اجلاس پنہ میں شرکت	رجب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۰	علماء ہند کی طرف سے خطاب "مجدد مائتہ حاضرہ"	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۱	تاسیس دارالعلوم منظر اسلام بریلی	۱۳۲۲ھ/۱۹۰۳ء
۳۲	دوسرا حج اور زیارت حرمین طہن	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

۳۲	امام کعبہ شیخ عبداللہ میرزا واداران کے استاذ شیخ حامد احمد محمد جداوی کی کا مشترکہ اشتیقا اور احمد رضا کا قاضلانہ جواب	۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء
۳۳	علماء مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے نام منادات اجازت و خلافت	۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء
۳۴	کراچی آمد اور مولانا عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات	۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء
۳۵	احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل کی کا زبردست خراج عقیدت	۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
۳۶	شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت	۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۴ء
۳۷	قرآن کریم کا اردو ترجمہ "کنز الایمان فی تفسیر القرآن"	۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۴ء
۳۸	شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمہ المجدد المہندہ الامہ"	یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۴ء
۳۹	حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والحمد ثمین"	۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۴ء
۴۰	علم المربعیات میں ڈاکٹر مرصیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا قاضلانہ جواب	قبل ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
۴۱	ملت اسلامیہ کیلئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان	۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
۴۲	بہاولپور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا اشتیقا اور اس کا قاضلانہ جواب	۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
۴۳	مسجد کانپور کے قفسے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ	۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
۴۴	ڈاکٹر مرصیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد اور استفادہ علمی	ماہین ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء

۳۵	انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۶ء
۳۶	صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۶ء
۳۷	تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی	تقریباً ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء
۳۸	سجدہ تعظیسی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۷ھ/۱۹۱۵ء
۳۹	امر کی ہیبت والی پروفسر البرٹ ایف پورٹ کو نکلت فاش	۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء
۵۰	آنرک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۱	رد حرکت زمین پر ۵۰۰ سالہ اور فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۲	فلاسفہ قدیم کا رد بلوغ	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۳	دوقومی نظریہ پر حرف آخر	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۴	تحریک خلافت کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۵	تحریک ترک موالات کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۶	انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۷	وصال ہد مال	۲۵/ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۸	مدیر "پیشاخبار" لاہور کا تعزیتی نوٹ	یکم ربیع الاول ۱۳۴۰ھ
۵۹	سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقلی کا تعزیتی مقالہ	۱۳۴۱ھ/ ستمبر ۱۹۲۲ء
۶۰	بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف۔ ملا کا خراج عقیدت	۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۰ء
۶۱	شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا خراج عقیدت	۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء

تعارف حضرت رضا بریلوی

- ۱۔ اسم گرامی محمد احمد رضا خاں رضا قادری حنفی، اجداد کا تعلق قندھار (افغانستان) سے تھا، بعض اکابر سلطنت مغلیہ میں اہم عہدوں پر فائز تھے، جد امجد مولانا رضا علی خاں نے انقلاب ۱۸۵۷ء میں مجاہدین جنگ آزادی کی سرپرستی فرمائی۔
- ۲۔ ۱۰ شعبان المعظم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یوپی، بھارت) میں ولادت باسعادت ہوئی۔
- ۳۔ ۲۵ صفر المعظم ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بریلی (بھارت) میں وصال ہوا۔
- ۴۔ والد ماجد علامہ محمد تقی علی خاں اور دوسرے علماء فضلاء سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی اور ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں درس نظامیہ سے بریلی میں فارغ ہو کر دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت رضا بریلوی نہ دیوبند گئے اور نہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی بلکہ انہوں نے بعض مسائل میں علماء دیوبند کا رد لکھا ہے۔ علماء دیوبند میں حضرت رضا بریلوی کے پایہ کا کوئی عالم نہ تھا۔ ۲۴ سال مسلسل مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا ہے۔
- ۵۔ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں پہلا حج کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ علمائے حرمین شریفین سے استفادہ کیا، ان سے اجازتیں لیں اور ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسرا حج کیا، علمائے حرمین طہیین کو اجازت و خلافت سے نوازا، ان کے علمی سوالات کے عربی زبان میں فاضلانہ اور محققانہ جوابات بھی دیئے۔
- ۶۔ ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء میں ماہرہ شریف حاضر ہو کر شاہ آل رسول مارہروی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے، متعدد وسائل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل کی۔
- ۷۔ علمائے مکہ میں شیخ عبدالرحمن سراج کبی، شیخ حسین بن صالح کبی اور شیخ احمد بن

زین و حلان کی وغیرہ سے سندات حدیث حاصل کیں۔

۸۔ ہندوستان میں حضرت رضا بریلوی کا سلسلہ حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ عابد سندھی اور علامہ عبدالعلی لکھنوی وغیرہ سے ملتا ہے۔

۹۔ فن حدیث میں حضرت رضا بریلوی کی ۴۰ سے زیادہ شروح و حواشی اور تصانیف و تعلیقات ہیں۔

۱۰۔ حضرت رضا بریلوی ۷۵ سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے اور ۵۰ سے زیادہ علوم و فنون میں ان کے ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل اور شروح و حواشی یادگار ہیں۔

۱۱۔ حضرت رضا بریلوی کی تصانیف میں عالم اسلام نے سب سے زیادہ فیض ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“، ”فتاویٰ رضویہ“ اور ”حقائق بخشش“ سے حاصل کیا، ان کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱۲۔ حضرت رضا بریلوی عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ وہ ان زبانوں کے بعض شناس اور ماہر تھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں ان کے دیوان موجود تھے۔ اب اردو دیوان حقائق بخشش (جس میں کچھ فارسی کلام بھی ہے) موجود ہے۔ باقی عربی اور فارسی کلام منتشر صورت میں ملتا ہے اور اپنی مثال آپ ہے خصوصاً عربی قصائد۔ ان کے فارسی اور اردو منظوم فتاویٰ کا ایک ذخیرہ ہے جو ابھی تک مرتب نہ ہو سکا۔ کچھ اردو کلام بھی باقی ہے۔

۱۳۔ حضرت رضا بریلوی اردو نعت گوئی کے سر تاج اور اردو نثر نگاری کے سردار تھے۔ معاصر علماء و شعرا اور نثر نگاروں میں پایہ کا کوئی عالم اور شاعر ادیب نظر نہیں آتا۔

۱۴۔ حضرت رضا بریلوی اپنے دور کے عظیم مدبر، متبحر عالم، مفکر، فلسفی، سائنس دان اور قانون دان تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیمی، سیاسی، اصلاحی، سائنسی، معاشی نظریات پیش کئے، ملت اسلامیہ کو باطل کے خلاف تنقیدی شعور عطا فرمایا۔

قوموں کی زندگی میں عقیدے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ وہ عہد آفریں، عہد ساز شخصیت کے مالک اور سچے عاشق رسول تھے۔

۱۵۔ حضرت رضا بریلوی دانشوران اسلام کے عظیم سلسلے کی اہم کڑی ہیں جنہوں نے ملت اسلامیہ کے شاندار ماضی کے تاریخی تسلسل کو ٹوٹنے نہ دیا۔ ان کی تخلیقات سے وہی بے انتہائی برقی گئی جو قرآن و سنی کے دانشوران اسلام کے ساتھ برقی گئی۔ حضرت رضا بریلوی کی تخلیقات، افکار و نظریات دنیائے اسلام کا انمول سرمایہ ہیں۔ انہوں نے دور غلامی میں احرار کے لئے ایک عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا۔

۱۶۔ حضرت رضا بریلوی نے فرقہ بندی کے خلاف سخت جدوجہد کی، وہ مسلک اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا تھے اور سلف صالحین کے سچے پیرو۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کو تکفیر کے سیلاب عظیم سے محفوظ رکھا اور غریبوں کی عزت و ناموس، ایمان و یقین کو خاک میں ملنے نہ دیا۔

۱۷۔ حضرت رضا بریلوی کے پیغام اور تعلیمات میں دسویں صدی ہجری کی عظیم شخصیت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی آواز بازگشت سنی جاسکتی ہے۔

● دونوں نے عشق رسول اور اتباع رسول علیہ التحیۃ والتسلیم پر زور دیا۔

● دونوں نے سلف صالحین کے عقائد و افکار کی ترویج کی۔

● دونوں نے شریعت و طریقت میں فرق کرنے والوں کا محاسبہ و محاکمہ کیا۔

● دونوں نے اہل بدعت اور باطل فرقوں کے خلاف قلمی اور علمی جہاد کیا۔

● دونوں نے گستاخان رسول، مدعیان نبوت، صحابہ و اہل بیت کے دشمنوں کا تعاقب کیا۔

● دونوں نے مکاتیب کے ذریعہ حق و صداقت کی ترویج کی۔

● دونوں نے علماء و مشائخ کو اپنا مخاطب بنایا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی

نے بادشاہوں، وزیروں اور فوجی افسروں کو بھی مخاطب بنایا اور ان کی اصلاح فرمائی۔

- دونوں نے وقومی نظریہ کا احیاء کیا۔ ملی غیرت کو جگایا۔
- دونوں نے عوام و خواص کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی نے حکومت کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔
- دونوں کے خلفاء نے ان کے مشن کو آگے بڑھایا اور برصغیر پاک و ہند پر انقلابی اثر ڈالا۔

● دونوں نے ایسی تصانیف یا دگرا چھوڑیں جو پچھلوں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہیں۔

الغرض دونوں عالم اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

۱۸۔ حضرت رضا بریلوی نے دنیا کے ہر علاقہ و انہوں کے نظریات کو چیلنج کیا مثلاً آئزک نیوٹن، البرٹ آئن سٹائن، البرٹ۔ ایف پورٹا وغیرہ۔ مؤخر الذکر کے نظریہ کو تو اس کے عہد میں باطل کر دکھایا اور ایک بڑا کارنامہ انجام دیا۔ آنے والوں کو مغرب کی اندھی تقلید سے محفوظ رکھا۔

۱۹۔ ایران، اردن، پاکستان، فرانس وغیرہ سے عربی، فارسی، اردو، فرانسیسی، انگریزی زبانوں میں شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا میں حضرت رضا بریلوی پر تحقیقی مقالات شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

۲۰۔ حضرت رضا بریلوی کے حالات و افکار اور تصانیف پر مندرجہ ذیل یونیورسٹیوں سے سات فضلاؤں کو ایڈوائزری کرچکے ہیں:

☆ کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) ☆ ہندو یونیورسٹی، بنارس (بھارت)

☆ پنڈت یونیورسٹی (بھارت) ☆ کانپور یونیورسٹی (بھارت)

☆ راجیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی (بھارت)

- ☆ کراچی یونیورسٹی (پاکستان) ☆ سندھ یونیورسٹی (پاکستان) گل
- حضرت رضا بریلوی دنیا کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے مختلف پہلوؤں پر دنیا کی بیس سے زیادہ یونیورسٹیوں میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔
- ۲۱۔ حضرت رضا بریلوی کی شاعری پر مندرجہ ذیل یونیورسٹیوں سے بعض فضلاء ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کر چکے ہیں اور کچھ تحقیق میں مصروف ہیں:
- ☆ برٹش یونیورسٹی (انگلستان) ☆ پنجاب یونیورسٹی (پاکستان)
- ☆ روٹیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی (بھارت) ☆ عثمانیہ یونیورسٹی (بھارت)
- ☆ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (بھارت) ☆ کلکتہ یونیورسٹی (بھارت)
- ☆ میسور یونیورسٹی (بھارت) ☆
- ۲۲۔ حضرت رضا بریلوی کے اردو یوان ”حدائق بخشش“ کی مختلف فضلاء نے مکمل اور جزوی شرحیں لکھی ہیں۔ مثلاً:
- ☆ علامہ مفتی محمد نصر اللہ خان، کراچی
- ☆ علامہ محمد فیض احمد اویسی (بہاولپور) ☆ علامہ مفتی محمد خان، لاہور
- ☆ علامہ غلام یسین امجدی، کراچی ☆ علامہ محمد اہول رضوی، لاہور وغیرہ وغیرہ
- کچھ شائع ہو چکیں اور کچھ شائع ہو رہی ہیں۔
- ۲۳۔ حضرت رضا بریلوی کے مشہور قصیدہ سلامیہ پر مختلف شعراء نے مکمل اور جزوی تفصیلات لکھی ہیں مثلاً:
- ☆ سید محفوظ علی صابر القادری
- ☆ سید محمد مرغوب اختر الحامدی ☆ بشیر حسین ناظم ☆ سید حلال جعفری
- ☆ محمد عارف نقشبندی ☆ سید اسلم بستوی ☆ شمس بریلوی
- ☆ عزیز حاصل پوری ☆ راجہ رشید محمود ☆ فیاض احمد خاں کاوش
- ☆ عبد السلام شفیق ☆ محسن مظہری ☆ عبد الغنی سالک وغیرہم

۱۔ اب یہ تعداد پندرہ سے تجاوز کر گئی ہے۔

۲۔ مزید جامعات مثلاً جامعہ اذہر کاہرہ، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، حیدرآباد سے بھی ایم فل ہو چکا ہے۔

۲۴۔ حضرت رضا بریلوی کی شخصیت اور علم و فن پر علماء محققین اور دانشوروں کے تاثرات پر مشتمل اردو اور انگریزی میں اب تک چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

۲۵۔ حضرت رضا بریلوی نے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ میں ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔ تقریباً ۲۰۰ مخطوطات کے عکس اور بیسیوں مطبوعہ تصانیف ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور راقم کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔

۲۶۔ حضرت رضا بریلوی کے دو صاحبزادگان ہوئے:-

۱۔ علامہ محمد حامد رضا خاں اور ۲۔ مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں۔

دونوں عالم و فاضل اور اپنے عہد میں نہایت ستار تھے۔ دونوں کی شعری اور تصنیفی یادگاریں موجود ہیں۔ اول الذکر کے حالات پر علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی نے ”مذکرہ جمیل“ (بریلی ۱۳۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء) شائع کی ہے اور مؤخر الذکر کے حالات پر مولانا شہاب الدین رضوی کی ”مفتی اعظم اور ان کے خلفاء“ (بریلی ۱۳۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) اور مرزا عبد الوحید بیگ کی ”مفتی اعظم“ (بریلی ۱۳۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء) شائع ہو گئی ہیں۔

۲۷۔ پاک و ہند اور عرب و عجم میں حضرت رضا بریلوی کے ۲۰۰ سے زیادہ خلفاء ہوئے جن میں اکثر اپنے عہد کے ممتاز علماء و مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ محمد صادق قصوری اور ڈاکٹر حمید اللہ قادری نے ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ (مطبوعہ کراچی ۱۳۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء) مرتب کر کے شائع کی ہے جس میں بعض خلفاء کے حالات اور علمی خدمات کا ذکر ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رضا بریلوی کے تلامذہ اور خلفاء بھی شعرو سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ ان میں بعض کا شمار اپنے زمانے کے ممتاز نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ لہذا ان کا یہ ذوق شاعری حضرت رضا بریلوی کی نظرفیض اثر کا مرہون منت ہے۔

۲۸۔ اس وقت طریقت میں حضرت رضا بریلوی کے جانشین آپ کے پوتے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں کے پوتے علامہ محمد سبحان رضا خاں رضا علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں بھگواند روتق بخش مستدارشاد ہیں۔

۲۹۔ فتویٰ لویسی میں حضرت رضا بریلوی کے جانشین آپ کے پوتے علامہ محمد حامد رضا خاں کے پوتے اور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے نواسے، علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری میاں بفضلہ تعالیٰ مستدا فقاء پر روتق افروز ہیں۔

۳۰۔ خانوادۂ رضویہ، بریلی میں متحدہ مدارس دینیہ عربیہ کی سرپرستی کر رہا ہے، مثلاً جمہوردارالعلوم مظہر اسلام، بریلی، جمہوردارالعلوم مظہر اسلام، بریلی، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی

۳۱۔ پاک و ہندو بیرونی ممالک میں سینکڑوں مدرسے اور ادارے حضرت رضا بریلوی کی نسبت سے منسوب ہیں۔ ”حراء فاؤنڈیشن“، بریلی ایسے ہزاروں مدارس دینیہ عربیہ کی ایک جامع ڈائرکٹری مرتب کر رہا ہے۔

۳۲۔ حضرت رضا بریلوی اور خانوادہ عالیہ رضویہ کا دائرہ فیض دنیا کے چار براعظموں پر پھیلا ہوا ہے، یعنی

☆ براعظم ایشیاء	☆ براعظم یورپ
☆ براعظم امریکہ	☆ براعظم افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

”خلفائے اعلیٰ حضرت“

فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) کو اپنے دور میں جو ہمہ گیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی غالباً معاصرین علماء و صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ آپ کے خلفاء کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ایک طرف صوبہ مدراس، صوبہ بنگال اور صوبہ بہار میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان اور تیسری طرف صوبہ سندھ (پاکستان) اور صوبہ راجستھان میں، صوبہ سی۔ پی اور یو۔ پی تو گویا آپ کے زیرِ قلم تھے۔ دائرہ خلفاء کی یہ ہمہ گیری شاید معاصرین صوفیہ میں کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ آپ کے خلفاء پاک و ہند میں مختلف شہروں میں موجود تھے۔ مثلاً: بنگلور، مدراس، ممبئی، عظیم آباد، جبل پور، آگرہ، محمود آباد، میرٹھ، مراد آباد، بجنور، بگینہ، باندہ، اعظم گڑھ، کچھوچھ، پبلی، بھیت، الور، پرتاب گڑھ، کوٹلی لوہاراں، کراچی، کھرہ، سیالکوٹ، لاہور، آگرہ، مکھڑ وغیرہ وغیرہ۔ پھر نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلادِ عرب، افریقہ، اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء موجود تھے۔ مثلاً مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، طرابلس، قابلس وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ ان خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچایا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

۱۔ حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء سے حلقِ حریتِ تصدیقات کے لئے متعدد ذیلِ ماخذ سے رجوع کریں۔

(ا) احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ للھل بکۃ الہیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) قلمی

(ب) حامد رضا خاں: الاجازۃ المصنوعہ لعلماء بکۃ و المعینہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) قلمی

(ج) محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علامہ حجازی تقریریں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

(د) ”معارفِ رضا“ ماہنامہ آگست میں ۱۳۵۰ء کا حال ”فاضل بریلوی اور علمائے مکہ“ کے عنوان سے بہا الدین شاہ

کے قلم دار مقنا میں شائع ہو رہے ہیں

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین و معتقدین تو تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خصوصاً ان ممالک میں بکثرت ہیں: ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، افریقہ اور انگلستان۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت و مقبولیت میں ان کے محیر الحقل علم و فضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا بھی پورا پورا دخل ہے۔ ایک بات اور قابل توجہ ہے، اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں، سب کے سب نہیں چمکتے، لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم و عمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں، اس سے خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

①

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال (Dynamic) تھی، اس بلا کی حرکت اور جہد و عمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا، چنانچہ اکثر خلفاء علم و عمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں۔ انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سچا فدائی و پرستار بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے تبلیغی دورے کئے۔ تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کیے، اخبارات و رسائل جاری کئے۔ جن خلفاء نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:-

① حضرت مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ

آپ نے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر ”مدرسۃ العلوم مسلمانان“ قائم کیا جو غالباً ہی۔ پی میں پہلا دینی مدرسہ تھا۔

قاضی عبدالوحید عظیم آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۳۶ھ/۱۹۰۸ء)

(۲)

آپ نے عظیم آباد (بہار) میں ”مدرسہ حنفیہ“ قائم کیا۔ اسی مدرسہ کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی، حضرت مولانا عبدالمتقدر بدایونی علیہ الرحمہ نے اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو ”مجدد مائے حاضرہ“ کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علماء حرمین شریفین نے صادق کیا، مثلاً یہ علماء:-

☆ شیخ موسیٰ علی شامی ☆ شیخ حسن بن عبدالقادر
☆ سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ

مولانا رحیم بخش آرونی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۱۷ء)

(۳)

آپ نے آگرہ بہار میں ”مدرسہ فیض الغرباء“ قائم کیا، مشہور و معروف مورخ و ادیب سید سلیمان ندوی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

مولانا سید وید علی شاہ الوری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء)

(۴)

آپ نے الور (راجستھان) میں ۱۹۰۷ء میں ”مدرسہ قوت الاسلام“ قائم کیا، پھر ایک عرصہ بعد ۱۹۲۳ء میں لاہور (پنجاب) میں ”دارالعلوم حزب الاحناف“ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا، جس نے پاک و ہند میں گمراہی قدر خدمات انجام دیں اور دے رہا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے پاکستان کے جلیل القدر عالم و مفتی حضرت مولانا سید احمد ابوالبرکات علیہ الرحمہ (جو خود حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے) اس ادارے کے گمراہی اور ناظم اعلیٰ رہے، اب ان کے صاحبزادے مولانا مفتی محمود احمد رضوی صاحب اس کام کو بحسن و خوبی انجام دیتے رہے ہیں۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)

(۵)

آپ نے میرٹھ اور ڈوبن میں جیم خانے قائم کیے اور برہما میں ایک اسکول قائم

کیا، اس کے علاوہ ماٹرو میں ایک دینی درس گاہ قائم کی۔

مولانا محمد حبیب الرحمن علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء)

⑥

آپ نے ۱۹۲۳ء میں پہلی بحیثیت میں ”آشیانہ شیرہ“ کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم کیا۔

مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

⑦

آپ نے میرٹھ میں ”مسلم دارالیتامی والمساکین“ قائم کیا۔

مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

⑧

آپ نے بریلی شریف میں ”مدرسہ مظہر اسلام“ کے قیام میں پوری کوشش کی۔ آپ ہی کے صاحبزادے صاحب ”بدائع طبعی از ہری (ممبر قومی اسمبلی، پاکستان) نے کراچی میں ”دارالعلوم امجدیہ“ کے نام سے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ قائم کیا جو نہایت اہتمام سے چل رہا ہے اور ملک کے ممتاز دینی مدرسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

⑨

آپ نے ۱۹۴۳ء میں مراد آباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۵۲ھ میں یہ مدرسہ ”جامعہ نعیمیہ“ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس ادارے نے قابل ذکر خدمات انجام دیں، اسی ادارے کے تربیت یافتہ پاکستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۸ء میں آپ نے ”جامعہ نعیمیہ“ کے نام سے لاہور میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معروف دینی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور بعد اس کے مہتمم و مقرران حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) ہوئے۔

۱۔ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب ۲۰۰۳ء میں وصال فرما گئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا اکبر سرفر نعیمی صاحب اس ادارے کے مہتمم ہیں۔

مولانا شاہ محمد عبدالحلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء)

(۱۰)

آپ نے تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ایک علمی و تبلیغی ادارہ قائم کیا، آپ کے فرزند ارجمند علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ نے اس کو فروغ دیا، ”انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ“ اور ”ورلڈ اسلامک مشن“ کی بنیاد رکھی۔ اول الذکر کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور مؤخر الذکر کا بریڈ فورڈ (انگلستان) میں اور شاخیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) نے ”جامعہ علمیہ“ کے نام سے کراچی میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ ہے۔ مرحوم نے ایک ادارہ ”ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن“ کے نام سے بھی کراچی میں قائم کیا تھا۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے خلیفہ اور جرحۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی زید مجدہ نے ماریشس (افریقہ) کے شہر پورٹ لوئیس میں سنی رضوی سوسائٹی (جس کی شاخیں انگلینڈ، افریقہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہیں) اور ”رضا اکیڈمی“ کے نام سے علمی ادارے قائم کئے ہیں۔ الغرض حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء اور ان کی اولاد و تلامذہ و خلفاء نے تبلیغ و اشاعت دین کے لئے انتھک کوشش و جدوجہد کی۔ اس وقت فاضل بریلوی کے خلفاء تلامذہ اور پھر ان کے خلفاء و تلامذہ پاک و ہند خصوصاً پنجاب و سندھ میں بڑا اہم کام

اداکر صاحب مرحوم نے انگریزی میں ایک بے نظیر و بے مثال کتاب لکھی ہے، عنوان یہ ہے:

The Quranic foundation and Structure of Muslim Society,
Karachi 1974.

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی فرماتے ہیں:

One of the finest contribution that had ever made to the
understanding of Islam.

اس تبصرے سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

انجام دے رہے ہیں۔ مثلاً:

- ☆ کراچی میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (ابن مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ)
- ☆ کراچی ہی میں علامہ شاہ احمد نورانی (ابن مولانا عبدالحلیم صدیقی علیہ الرحمہ)
- ☆ لاہور میں علامہ سید محمود احمد رضوی (ابن علامہ ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ)
- ☆ کوئٹہ لوہاراں میں مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی (ابن علامہ محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ)
- ☆ راولپنڈی میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (ابن مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ) یہ علماء اہل سنت و جماعت، تبلیغ و اشاعت میں ہر سطح پر اہم کردار ادا کرتے رہے۔

(۲)

پاکستان کے بیشتر مدارس عربیہ ایسے ہیں جنہیں حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ علماء چلا رہے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں صرف چند مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے:

صوبہ پنجاب

۱	مدرسہ حزب الاحناف، لاہور	۲	دارالعلوم جامعہ نظامیہ، لاہور
۳	دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور	۳	دارالعلوم رضویہ حنفیہ، عارف والا
۵	دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیرپور	۶	جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد
۷	جامعہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد	۸	جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد
۹	مدرسہ انوار العلوم، ملتان	۱۰	مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد، ملتان
۱۱	مدرسہ مظہر العلوم، ملتان	۱۲	جامعہ محمدیہ، محمدی شریف
۱۳	دارالعلوم حنفیہ، سیالکوٹ	۱۴	مدرسہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور
۱۵	جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی	۱۶	مدرسہ اشرف المدارس، اوکاڑہ
۱۷	مدرسہ مظہر بیہ امدادیہ، ہندیاں	۱۸	دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
۱۹	جامعہ حنفیہ قادریہ، محبوب آباد		

صوبہ سندھ

دارالعلوم امجدیہ، کراچی	۲۱	دارالعلوم نعیمیہ، کراچی	۲۰
جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی	۲۳	جامعہ نورید رضویہ، کراچی	۲۲
جامعہ فریدیہ رضویہ، کراچی	۲۵	شمس العلوم جامعہ رضویہ، کراچی	۲۴
جامعہ رضا، کراچی	۲۷	دارالعلوم سحانیہ قادریہ، کراچی	۲۶
رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد	۲۹	جامعہ مجددیہ نعیمیہ، کراچی	۲۸
جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر	۳۱	دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد	۳۰
	۳۳	جامعہ راشدہ، پیرجوگوٹھ	۳۲
			۳۳

صوبہ سرحد

جامعہ غوثیہ، پشاور	۳۶	دارالعلوم قادریہ، مردان	۳۵
		مدرسہ غوثیہ محمودیہ، مدین	۳۷

صوبہ بلوچستان

دارالعلوم قادریہ قاسمیہ، خضدار	۳۹	مدرسہ غوثیہ رضویہ، کوئٹہ	۳۸
دارالعلوم غوثیہ رضویہ، خضدار	۴۱	دارالعلوم قاسمیہ، سی	۴۰

آزاد کشمیر

سنی حنفی دارالعلوم، عباس پور	۴۳	مدرسہ جامعہ حنفیہ، بھیرہ	۴۲
		محمدیہ نظامیہ، میرپور	۴۴

یہ تو صرف پاکستان کے محدودے چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے۔ اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان و دیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کر لئے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کر جائے گی۔

ضرورت ہے کہ کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس نے تشکیل پائی ہے، ان کی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(۳)

علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں، خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ ”الرضا“ بریلی سے جاری ہوا، جس کے متعلق مولانا محمد شبلی نعمانی (مصنف ”سیرت النبی“، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھتے ہیں:-

”مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریلی سے نکلتا ہے جس کی پچھلے پندرہ نمبروں کی کچھ ہی ہیں، اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔“

خلفاء میں جن حضرات نے میدان صحافت میں قدم رکھا، ان میں سے چند کی تفصیل یہ ہے:-

- ① قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے ۱۳۱۵ھ میں ”مخزن تحقیق“ جاری کیا جو بعد میں ”تحفہ حنفیہ“ کے نام سے مشہور ہوا۔
- ② مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی نے افریقہ سے ایک گجراتی اخبار ”الاسلام“ کے نام سے جاری کیا۔
- ③ مولانا احمد حسین امروہی (م۔ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء) نے ۱۸۹۳ء میں امروہہ میں پہلا پریس قائم کیا اور ایک رسالہ ”گلدستہ نسیم چمن“ جاری کیا۔
- ④ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مراد آباد سے ”السواد اللعظم“ جاری کیا، جس نے ملک کی سیاسی اور دینی فضا پر بہت اچھا اثر مرتب کیا۔ موصوف ہی

۱۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی میں اس موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والے اسکالرشپ پر طرح سے معاونت کرے گا۔

۲۔ الندوة، اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ۱۷ بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری و فروری ۱۹۷۶ء میں ۳۳

کے تلمیذ رشید مفتی محمد حسین نعیمی لاہور سے ماہنامہ ”عرفات“ نکال رہے ہیں اور دوسرے شاگرد رشید علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیرہ سے ماہنامہ ”ضیائے حرم“ نکال رہے ہیں۔ کراچی کا ماہنامہ ”ترجمان الہست“ پہلے پہل غالباً علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کی کوشش سے جاری ہوا تھا۔

⑤ مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) نے امرتسر سے ہفت روزہ ”الہقیہ“ جاری کیا، آپ ہی کے صاحبزادے مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی نے کوٹلی لوہاراں سے ماہنامہ ”ماہ طیبہ“ جاری کیا جو غالباً بند ہو گیا۔

⑥ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ نے لاہور سے ماہنامہ ”رضوان“ جاری کیا۔

⑦ مولانا عبدالحلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے کراچی سے اخبار ”المدینہ“ جاری کیا، موصوف ایک انگریزی ماہنامہ:

" The Message International "

بھی جاری کیا، اور آپ ہی کی کوشش سے بریڈ فورڈ (انگلینڈ) میں ”ورلڈ اسلامک مشن“ کا صدر دفتر قائم ہوا، جہاں سے ”الدعوة الاسلامیہ“ نکل رہا ہے۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے فرزند سیدی اکرم فضل الرحمن انصاری نے ”جامعہ علمیہ“ سے ماہنامہ ”THE MINART“ جاری کیا۔

مندرجہ بالا اخبارات و رسائل کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں سے بہت سے رسائل نکل رہے ہیں جو فاضل بریلوی کے خلفاء اور تلامذہ کے زیر اثر ہیں، مثلاً:

۱	ماہنامہ الحسن، پشاور	۲	ماہنامہ تاج، کراچی
۳	ماہنامہ نور اسلام، شرقپور	۴	ماہنامہ فیض رضا، فیصل آباد
۵	ماہنامہ سلسبیل، لاہور	۶	ہفت روزہ مبصر، فیصل آباد

۱۔ اب یہ رسالہ علامہ ضیاء اللہ قادری صاحب کے زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔

۷	ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ	۸	پندرہ روزہ السواد الاعظم، لاہور
۹	ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور	۱۰	ہفت روزہ الہام، بہاولپور
۱۱	ماہنامہ مہر و دام، لاہور	۱۲	ماہنامہ نعت، لاہور
۱۳	ماہنامہ سلطان العارفين، گلگت (گوجرانوالہ)		

ہندوستان اور انگلستان میں بھی اہلسنت کے اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں،

ان میں چند ایک یہ ہیں:

۱	ماہنامہ استقامت، کانپور	۲	ماہنامہ نوری کرن، بریلی
۳	ماہنامہ پاسبان، الہ آباد	۴	ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی
۵	ماہنامہ المعیزان، ممبئی	۶	ماہنامہ مولوی، وہلی
۷	ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور اعظم گڑھ	۸	ماہنامہ سلطان الہند، اجمیر شریف
۹	پندرہ روزہ خفی، سری نگر کشمیر	۱۰	ماہنامہ سنی دنیا، بریلی
۱۱	ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی	۱۲	ماہنامہ حجاز، لندن
۱۳	ماہنامہ اسلام ٹائمز، اشاک پورٹ	۱۴	ماہنامہ قاری، دہلی
۱۵	ماہنامہ فیض الرسول، براؤن شریف		

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات و رسائل کے اجراء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ (معنفہ محمد صادق قصوری) میں تقریباً ۱۶۸ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب میں شامل نہیں، اس لئے یہ تفصیلات قاموس کے لئے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش و جستجو کی جائے تو یہ

۱۔ ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۱۹۸۱ء تا ۱۹۹۹ء سالانہ کے طور پر نکلا تھا، ۲۰۰۰ء سے ”رسوایات“ کے واحد ترجمان کی حیثیت سے شائع ہو رہا ہے۔

۲۔ تاریخ ۱۹۷۶ء میں ماہنامہ ”المعیزان“ کا امام احمد رضا نمبر ۶۳ صفحات پر نہایت آپ دہاپ سے شائع ہوا ہے۔

تعداد ہزار سے بھی تجاوز ہو سکتی ہے۔

(۳)

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی، تدریسی، صحافتی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ چنانچہ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی، تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں، ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات میں یہ قابل ذکر ہیں:

۱	حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی	۲	حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں
۳	حضرت مولانا محمد عظیم رضا خاں	۴	پروفیسر سید سلیمان اشرف
۵	مولانا شاہ احمد عتیق صدیقی	۶	مولانا محمد عبد الحلیم صدیقی
۷	مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی	۸	مولانا محمد امجد علی عظمیٰ
۹	مولانا عبد السلام باندوی	۱۰	مفتی غلام جان ہزاروی
۱۱	مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری	۱۲	سید فتح علی شاہ
۱۳	مفتی محمد برہان الحق جبل پوری	۱۴	مولانا عبدالحامد بدایونی
۱۵	مولانا تقدس علی خاں	۱۶	مولانا عارف اللہ شاہ میرٹھی
۱۷	مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہم الرحمہ		

مولانا برہان الحق نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دیں۔

۱۔ ان خلفاء میں سے بیشتر حضرات راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی سرہ المعزین سے عقیدت رکھتے تھے اور وہی تشریف لاتے تھے، راقم نے بھی زیارت کی ہے، بالخصوص حضرت مولانا عبد الحلیم صدیقی میرٹھی، حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد علیہم الرحمہ کی زیارت اور محبت سے مستفیض ہوا ہوں۔ معذرت

۲۔ آپ نے ۱۹۳۰ء میں ہندو مسلم اکثریت کی بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی (السواد الاعظم، مراد آباد، شمارہ ۱۳۵/۱۳۶ء)

اس کا کچھ اندازہ ”مکاتیب بہادر یار جنگ“ سے ہوتا ہے۔ نواب بہادر یار جنگ (م۔ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۲ء) اپنے مکتوب (محررہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء) میں مفتی برہان الحق کو لکھتے ہیں:-

”یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیشن مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے۔ میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں۔“

فاضل بریلوی کے خلفاء نے تحریک پاکستان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس کا آغاز خود فاضل بریلوی نے کیا تھا، چنانچہ ۱۸۹۵ء میں عظیم آباد (پٹنہ) میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے برطانوی اور ہندو سامراج کے خلاف مسلمانوں کو اتحاد اسلامی پر منظم ہونے کی ہدایت فرمائی اور دوقومی نظریہ کی وضاحت کی۔ پھر ۱۹۳۰ء میں ایک محققانہ رسالہ ”المحجة المومنة“ لکھ کر مزید وضاحت کی۔^۱

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی وفات کے تقریباً پانچ برس بعد ۱۹۲۵ء میں ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی مساعی سے آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ اجلاس (۲۰-۱۹-۱۸ مارچ) مراد آباد (یو۔ پی۔ بھارت) میں منعقد ہوا۔^۲ اجلاس کی صدارت حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھووی علیہ الرحمہ نے

۱۔ مکاتیب بہادر یار جنگ، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء، ص ۵۴۸

۲۔ دیکھیں احمد جعفری، اوراقِ گم گشت، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۲۲۷-۲۳۵

نوٹ:- راقم نے اسی رسالے کو سامنے رکھ کر ایک مقالہ ”فاضل بریلوی اور تحریک موالات“ تلمیذ کیا تھا جو ۱۹۷۹ء میں لاہور سے مرکزی مجلسِ رضا نے شائع کیا تھا پھر اس کے تقریباً سات اڈیشن شائع ہوئے۔ مسعود

۳۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ ماہنامہ اشرفی (ص ۲۱۲-۲۱۳) یا بہت شوال الکرم ۱۳۳۳ھ مطابق سنی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ کی عنایت سے اس کی فوٹو اسٹیٹ کیا گیاں پھر آگئی ہیں۔ اس کانفرنس میں پاک و ہند کے تقریباً ۳۰۰ علماء و شریک ہوئے۔ مسعود

فرمائی۔ کانفرنس کے مستقل صدر کے فرائض حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے انجام دیئے۔ اور مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت فاضل بریلوی کے شہزادے اور خلیفہ حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ مقرر ہوئے۔ جس سیاسی و مذہبی اور معاشرتی پس منظر میں اور جن مقاصد کے تحت یہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ مندرجہ بالا حضرات کے صدارتی خطبوں کے مطالعہ سے ان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا خطبہ نہایت ہی اہم ہے۔

اس کانفرنس کے تاریخی پس منظر اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کے بعد ہم اس خطبے کے مندرجات سے چند نکات اور اقتباسات پیش کرتے ہیں جو آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے آج سے ۱۷ سال پہلے تھے۔

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے خطبے میں ملت اسلامیہ کے مذہبی، سیاسی، تمدنی اور معاشرتی پہلوؤں پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ خطبہ اتنا طویل ہے کہ دو نشستوں میں تمام ہوا۔ اس خطبے میں آپ نے مندرجہ ذیل مقاصد کو سامنے رکھا ہے اور پھر ہر مقصد کے تحت اظہار خیال فرمایا:

- ① تبلیغ
- ② مذہبی تعلیم
- ③ حفظ امن
- ④ اصلاح معاشرت

یہ افتتاحیہ تفصیل کا مختصر نہیں، اس لئے ہم مندرجہ بالا مقاصد میں موثر الذکر دو مقاصد کے بارے میں عرض کریں گے، کیونکہ ان کا تعلق ایک عالم دین سے زیادہ ماہر

۱۔ حضرت سید شاہ علی حسین محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت ”الخطبۃ الاشرفیہ“ کے عنوان سے ماہنامہ اشرفیہ بابت مئی ۱۹۲۹ء میں شائع ہو گیا تھا۔ مسعود

۲۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت ”ملفوظات امیر ملت“ ترجمہ منور حسین، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء میں ۱۹۳۲ تا ۱۹۳۱ء میں شائع کر دیا گیا ہے۔

۳۔ یہ خطبہ ”خطبہ صدارت بحیثیت عالیہ“ کے نام سے ۱۹۲۹ء میں بریلی سے شائع ہوا۔ اس کے ایک ہاقص الآخر نسخے کی نقل محترم مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ نے سرائے عالمگیری، سمرات سے ارسال فرمائی۔ فحسبہم اللہ

سیاست و معاشیات سے ہے، شاید ان لوگوں کے لئے یہ اچھنبے کی باعث ہو جو علماء کو کاروبار جہاں کے لائق نہیں سمجھتے، لیکن ان کو نہیں معلوم:

کاروبار جہاں سنورتے ہیں

ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

اول الذکر دو مقاصد کے بارے میں مختصر عرض کر کے پھر آخر الذکر دو مقاصد

کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

۱

تبلیغ دین کے سلسلے میں حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے انجمن اہل سنت و جماعت، مراد آباد کی طرف سے ”مدرستہ التبلیغ“ کی تجویز پیش کی، اس کے قواعد و ضوابط، طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور نصاب کے بارے میں اظہار خیال فرمایا ہے۔

۲

مذہبی تعلیم کے لئے انہوں نے بہت سی تجاویز پیش کیں، مثلاً

- ————— قصبات میں محلہ و اردارس کا قیام،
- ————— انگریزی مدارس کے طلبہ کے لیے مدرسہ اللیل کا قیام،
- ————— ضلع میں ایک بڑے مدرسے کی تجویز اور
- ————— صوبہ میں ایک مدرسہ عالیہ کا قیام جو چھوٹے مدارس کا نگران ہو اور جملہ مدارس جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں،
- ————— ہر کامل النصاب مدرسے میں دارالافتاء اور محکمہ تصنیف و تالیف کا قیام وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اس لئے حفظ امن کے سلسلے میں انہوں

نے مسلمانوں کو یہ ہدایات دیں:

ا جس طرح بھی ہوا من کی زندگی بسر کرنا چاہیے، جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ب اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی زندگی کے لیے نہایت خطرناک ہے، مگر یہ صلح جوئی دین و مذہب کی قیمت پر ہرگز نہ تھی، چنانچہ اس صلح کوئی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی فرماتے ہیں:

”تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم کو اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز، کوئی اونی رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی، عرفی، قانونی حق چھوڑنے کے لئے اشارہ بھی کرے کہ الحذر! الحذر!“

ج ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔
اقتصادی اور معاشی لحاظ سے ہندوستان کے مسلمان بہت کمزور تھے اور یہ بات عام مسلمان سیاستدانوں نے کم محسوس کی کہ سیاسی استحکام کے لیے، معاشی استحکام نہایت ضروری ہے بلکہ دور جدید میں معاشی استحکام کے بغیر سیاسی استحکام ناممکن نظر آتا ہے۔
حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کو شدت سے محسوس کیا اور اس سلسلے میں بہت سی تجاویز اور تدابیر پیش کیں۔ حتیٰ کہ طالب علموں کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ زمانہ طالب علمی میں والدین پر بوجھ نہ بنیں بلکہ موسائلی کا ایک مفید فرد بنیں، ان کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

① دستکاری اور پیشہ ور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہیے، یہ دولت وہ ہے جو نہ دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں چین و مکمل ہو سکتی ہے، بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔

۱۔ حامد رضا خاں، خطبہ صدارت، مطبوعہ بریلی، ۱۹۲۹ء، ص ۲۹

۲۔ ایضاً ص ۳۱

۳۔ ایضاً ص ۳۲

۴۔ ایضاً ص ۳۱

۵۔ ایضاً ص ۳۲

- ② برادران اسلام! تمہارے بزرگ تجارت کرتے تھے، تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی، تم تجارت کرو۔
- ③ برادران ملت! نوکری اور ملازمت کا خیال چھوڑ کر تجارت پر نوٹ پڑو تو دیکھو تھوڑے عرصے میں تم کیا ہو جاتے ہو۔
- ④ بچے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی مشغلے سوچے جائیں۔
- ⑤ اگر وہ تعلیم پاتا ہے، تب بھی اس کے لئے ایسا ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے، تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر و عادی ہو جائیں۔
- ہمارے اکثر طلبہ اب بھی بیکار رہتے ہیں۔ مفت خوردی کی عادت بہت سے مسائل پیدا کر دیتی ہے، اس لئے طلب علم کے دوران ہی کسب معاش کی فکر لازم ہے، جو قومیں بیدار ہیں ان کے طلبہ بھی بیکار نہیں رہتے۔ کچھ نہ کچھ کما ہی لیتے ہیں۔ کفایت شعاری، سودی قرضوں سے نجات اور بیت المال کے قیام کے لیے یہ ہدایات فرماتے ہیں:
- ⑥ ہمیں اپنے مصارف شب و روز کم کرنے کی فکر کرنا چاہیے۔
- ⑦ سود لینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ ہی ہو حال ہو مگر سودی قرض نہیں لیں گے۔
- ⑧ اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو زراعت یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔

۱۔ حامد رضا خاں، خطبہ صدارت، ص ۳۱

۳۔ ایضاً ص ۳۸

۴۔ ایضاً ص ۳۹

۵۔ ایضاً ص ۴۰

۵۔ ایضاً ص ۳۹

۷۔ ایضاً ص ۳۸

۶۔ ایضاً ص ۳۳

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں ”ذخیرہ قرض حسن“ کے نام سے چھوٹے بیت المال کے قیام پھر ہر گاؤں میں ”انجمن قرض حسن“ کی تشکیل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس مسئلے پر ایک ماہر معاشیات کی طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

جس زمانے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی وہ داخلی اور خارجی طور پر بڑے انتشار و اختلال کا زمانہ تھا۔ خارجہ طور پر حالات یہ تھے کہ ترکوں کو شکست ہوئی۔ خلیفہ اسلام ممالک مغربیہ کے تحت بے اثر ہو کر رہ گیا۔ مصطفیٰ کمال نے اناطولیہ میں ایک خود مختار ترکی حکومت قائم کی اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا، مگر ۱۹۲۴ء میں اس کو معزول کر کے ملک بدر کر دیا اور اس طرح خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً پاک و ہند کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر بے حد متاثر کیا۔

حرمین شریفین میں ابن سعود کے گستاخانہ عمل اور مقامات مقدسہ کے انہدام کی کاروائی سے مسلمانانِ پاک و ہند کے جذبات مشتعل تھے، لیکن اس زمانے میں بعض ایسے بھی مسلمان تھے جنہوں نے بے حرمتی کی، اس کاروائی پر ابن سعود کو مبارک باد کے تار بھی بھیجے اور فدائی مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی۔

داخلی طور پر حالات یہ تھے کہ لالہ قشقی رام متعصب آریہ سماجی نے آگرے میں ایک مرکز قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کیا جائے، پھر فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ مت کے بانی سوامی دیانند کی سو سالہ تقریب کے موقع پر مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کے لیے مختلف کمپنیاں بنائی گئیں۔ اس زمانے میں اخبار ”تنظیم“ امرتسر، ”زمیندار“ لاہور اور ”ملاپ“ لاہور وغیرہ میں لالہ ہر دیال ایم اے کا مضمون شائع ہوا جس سے ہندو ذہنیت کھل کر سامنے آ گئی۔ اس مضمون کا یہ اقتباس قابل توجہ ہے:

”اہل ہندو کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں

کو ہر جائز و ناجائز کو شش سے ہندو بنا کر اہل ہندو کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کر لو اور اس طرح سوراچیہ حاصل کر لو اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کر لو، اور ہندو ریاست قائم کر کے رعب، جاہ و چشم کی تخفیف اور زر کی لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا لو۔“

خود مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ان میں بہت سے باطل فرقے پیدا ہو گئے تھے اور ملت اسلامیہ ایک عجیب سیاسی اور فکری انتشار کا شکار ہو گئی تھی۔ اس زمانے میں مسلمانوں کے ایک طبقے نے ہندوؤں اور ہندو لیڈروں کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بٹھایا، ہندوؤں کی اترتھیوں کو کندھا دیا، اور ان کی رُل بٹولی کی خاطر گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگوائی اور اس طرح خود شعائر اسلام کو مٹایا۔ الغرض وہ کچھ کیا جو ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا اور اخلاقی حالت اس سے بدتر تھی، گویا ترقی کا کوئی امکان نہ تھا۔

اس داخلی اور خارجہ انتشار کی حالت میں آل انڈیائی کانفرنس منعقد کی گئی، جس کے اعظم مقاصد یہ تھے:

- ① جو عادات و رسوم اسلام کے منافی ہیں ان کو ختم کرنا۔
- ② مروجہ علوم کی تعلیم اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لئے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنا۔

۱۔ سید منور حسین: ملفوظات امیر ملت، مکتوبہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۱۸۳

نوٹ: رفعت الداد کے اس طوطان کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت رضائے معظی، بریلی شریف اور انجمن خدام السونیدہ علی پور سیدان، سیالکوٹ نے جو خدمات انجام دیں، وہ خطبہ صدارت کے مندرجات سے بخوبی واقف ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب تذکرہ ص ۱۸۳-۱۸۴) اس نقشہ سے تقریباً دو سال قبل ہندوؤں کو ہالجز مسلمان کیا ہے تو نومبر ۱۹۴۲ء میں جمیعہ العلماء کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں مولویوں سے مسلمانانہ ہند کی بے تعلقی کا ریزولیشن پاس کیا گیا، لیکن بھول ہی سید جماعت علی شاہ صاحب ”اس نقشہ ارتداد کے وقت یہ لوگ خاموش رہے اور کوئی ریزولیشن ہندوؤں کے خلاف پاس نہیں کیا۔“ حضرت علی صاحب نے جب حکیم اجمل خاں سے اس کی شکایت کی تو وہ لا جواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ (ملاحظہ ہو کتاب تذکرہ ص ۱۸۵)

③ مسلمانوں کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات قائم کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا سچا غلام بنانا۔

④ قرآن پاک کی مقدس تعلیم عام کر کے سلف صالحین کا پیرو بنانا۔

⑤ باطل فرقے جو اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو کر کلکروں میں بٹ گئے ہیں، تعلیم و تہذیب کے ذریعہ ان کو عقائد باطلہ سے الگ کر کے اپنا بنانا اور مسلمانوں میں اتحاد و یکاگت پیدا کرنا۔

⑥ سیاسی اور مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی انفرادیت اور عظمت کو قائم کرنا اور ان کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلا کر باوقار بنانا۔ نیز ہندوؤں کے اوجھے ارادوں سے باز کرنا۔

ان اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہل سنت و جماعت اور فاضل بریلوی کے خلفاء و معتقدین نے ۱۹۲۵ء ہی سے اپنی کوششیں تیز کر دی تھیں، اور وہ پاکستان کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے، اس سے قبل فاضل بریلوی سے جو کچھ ہو سکا انہوں نے کیا، خصوصاً دقوی نظریہ کی طرف توجہ دلا کر ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کیا۔ پھر جب ۱۹۴۰ء میں اقبال پارک، لاہور میں ”قرارداد پاکستان“ پیش کی گئی تو علمائے اہل سنت و جماعت کے قائد مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) نے اس کی پرزور تائید کرتے ہوئے بڑی موثر تقریر فرمائی۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں سہ روزہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے شرکت کی اور حاضرین کی تعداد تو لاکھوں سے متجاوز تھی۔ اس عظیم اور بے مثال کانفرنس کے بانی اور معاونین حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے خلفاء جن کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علماء اہل سنت قابل ذکر ہیں:-

- ۱ حضرت میر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۵۱ء)
 - ۲ حضرت عبدالرحمن بھرچوٹی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۰ء)
 - ۳ امین الحسنات حضرت پیر مانگی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۰ء)
 - ۴ حضرت مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۸ء)
 - ۵ حضرت مولانا محمد عبداللہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۷۰ء)
 - ۶ حضرت مولانا خولجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
 - ۷ حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۶ء)
 - ۸ حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۷۰ء)
 - ۹ ابوالحسنات حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۱ء)
 - ۱۰ حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ
 - ۱۱ حضرت مولانا قاری محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نائب امام مسجد جامع فتح پور، دہلی
- (م۔ ۱۹۷۱ء)

الغرض آل انڈیائی کانفرنس نے ۱۹۳۵ء میں جس شاندار طریقے سے اپنی
کوشش کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۶ء میں آل انڈیائی کانفرنس کا اجلاس بنارس اس کا نقطہ عروج
ثابت ہوا۔

- ۱۔ محمد صادق قصوری: ۱۰ کا برتحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص: ۶۰ نیز ملّا حکم فرما کیم "سیرت امیر ملت"
- ۲۔ ایضاً، ص: ۱۱۵ نیز ملّا حکم فرما کیم تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص: ۳۱۸
- ۳۔ ایضاً، ص: ۵۳
- ۴۔ ایضاً، ص: ۳۸
- ۵۔ ایضاً، ص: ۱۰۵ (حضرت مولانا محمد عبداللہ بدایونی علیہ الرحمہ پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مسعود)
- ۶۔ ایضاً، ص: ۲۰۰ (حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی بدتکذیب العالی پر بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مسعود)
- ۷۔ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص: ۹۳۔ ۳۹۹ (نیز ملّا حکم فرما کیم،
"تحریک آزادی ہند اور ماہنامہ اسناد الہ عظیم" مولف: محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء)
- ۸۔ محمد صادق قصوری: ۱۰ کا برتحریک پاکستان، ص: ۱۳۶
- ۹۔ ایضاً، ص: ۳۶
- ۱۰۔ ایضاً، ص: ۱۰۲
- ۱۱۔ محمد مسعود احمد، تذکرہ عظیم مسعود، کراچی ۱۹۶۹ء، ص: ۳۷۔ ۳۸۰

افسوس اس کانفرنس کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی ہے۔ مگر نہ عالمی مورخوں کے سامنے پاکستان کا حقیقی پس منظر آتا۔ بات اتنی پرانی ہو گئی کہ اب جو حقائق و انکشاف کئے جاتے ہیں تو بعض حلقے اس عمل کو تاریخ گھڑنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیشک لاعلمی کی بنا پر کہتے ہیں، اگر ان کو پوری طرح حقائق کا علم ہو جائے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کہیں۔

مرکزی مجلس رضا، لاہور کے صدر جناب حکیم موسیٰ امرتسری علیہ السلام کے ایماء پر مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ آل انڈیا سنی کانفرنس پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند فرما رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔ بلاشبہ وہ لائق صد تحسین ہیں کہ وہ کام کر رہے ہیں کہ جو ہمارے مورخوں کو کرنا تھا، ان کا بار لٹا ہلکا کر رہے ہیں۔

مع کرم کردی الہی زندہ ہاش !

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے

۱۔ حضرت فاضل بریلوی اور آپ کے خلفاء کی سیاسی خدمات کی تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(الف) احمد رضا خاں: المحجة المؤتمن علی آية الممتحنة (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) مطبوعہ دہلی

(ب) اربکس احمد جعفری: اوراق کرم کشیدہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

(ج) محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور رزمک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

Muhammad Masood Ahmed: Neglected Genius of the East 1976. (د)

S. Anwar Ali: Qaid-e-Azam and Islam Karachi, 1976. (و)

(ن) محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

(م) محمد مرید احمد چشتی، مولانا فاضل بریلوی دانشوروں کی نظر میں، قصبی (جہلم)

(ط) محمد منور حسین، سید، مخطوطات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

(ی) غلام مصطفیٰ الدین، مولانا: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور

(ک) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور

۲۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ السلام ۱۹۹۹ء میں وصال فرما گئے۔

حالات اور خدمات کا جائزہ لیا جائے تو مخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ افسوس ابھی کم حق کام نہیں کیا گیا اور نہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمان علم و دانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے لیکن راہ میں بہت سے کشن مرحلے ہیں، ان کو طے کرنا آسان نہیں، جناب محمد صادق قسوری نقشبندی مجددی جماعتی مجدد ہم نے نامعلوم کتنی کوشش و جانفشانی کے بعد اتنا کچھ جمع کیا ہے۔ اصل میں کام سلسلہ عالیہ رضویہ کا کوئی عالم کرنا تو زیادہ مناسب تھا، مگر مولیٰ تعالیٰ نے یہ سعادت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقدر میں لکھ دی تھی۔

جناب محمد صادق قسوری صاحب اس سے قبل ”اکابر تحریک پاکستان“ پیش کر چکے ہیں، جولائی ۱۹۷۶ء میں نہایت آب و تاب سے گجرات، پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض اہم خلفاء کے حالات آگئے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے جو پاک و ہند اور ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ بعض کے حالات مفصل ہیں، بعض کے مجمل اور بعض کے بہت ہی مجمل، لیکن اگر تلاش و جستجو جاری رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں بہت سے اضافے متوقع ہیں۔ پیش نظر کتاب میں ابتداء میں صرف ۵۳ خلفاء کے حالات شامل تھے، اور بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدد نے ۳۰ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

پیش نظر کتاب ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ میں تقریباً ۸۳ خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے، بعض کے حالات مفصل اور بعض کے بہت مجمل۔ ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک و ہند سے ہے۔ اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کر لیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دوگنی ہو جاتی کیوں کہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ کم نہیں، البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے، اس کے لئے تلاش و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے، اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو یہ کام قدرے

آسانی سے ہو سکتا ہے۔

اس کتاب میں خلفائے عرب کے علاوہ پاک و ہند کے بعض خلفاء بھی رہ گئے ہیں۔ مثلاً:

- ۱ مولانا میر مومن علی مومن جینیدی علیہ الرحمہ۔
- ۲ مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ۔
- ۳ مولانا سید نور الحسن ننگونی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۵ء)

اگر فاضل مصنف مزید تلاش و جستجو کریں تو ان حضرات کے حالات مل سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس جوان صالح کی ہمت کو آفرین ہے کہ نامساعد حالات میں بھی اپنی نوبت کو مادی منافع کے حصول کے بجائے رضائے الہی اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے، فجز اللہ احسن الجزاء۔

- ۱۔ اس موضوع پر بہا الدین شاہ اور عبدالحق انصاری صاحب نے تحقیقی کام مکمل کر لیا ہے، ان شاء اللہ اس موضوع پر بہا الدین شاہ صاحب کی کتاب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جلد شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)
- ۲۔ سید احمد انصاری، مروج صبا، مطبوعہ لاہور، ص ۵، ۳۔
- ۳۔ مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ کے راقم کے والد ماجد مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز سے تعلقات تھے۔ مسعود
- ۴۔ تذکرہ بالا حضرات کے حالات شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (تصوری)

ان خلفاء میں سے بیشتر حضرات راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اور وہی تکریم لاتے تھے۔ راقم نے بھی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ بالخصوص: حضرت مولانا سید محمد محمد کچھوچھو، حضرت مولانا محمد نعیم الدین سرادا بادی، حضرت محمد عبدالعظیم صدیقی میرٹھی اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی زیارت اور صحبت سے مستفیض ہوا ہوں۔ مسعود

مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ بھی بڑی حقیقت رکھتے تھے، چنانچہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی پاکستان میں آمد پر ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو کراچی میں مولانا محمد عبدالغلام بدایونی علیہ الرحمہ نے جو شاندار مظہر ادا کیا تھا۔ آپ نے اس میں ایک منقبت فیض کی تھی، جس کا یہ مطلق کمال عقیدت کا مظہر ہے:

سلام قادری تنہا نہیں مدح خواں ان کا
ہے کاکل ساری دنیا، اس کی عظمت کی

یہ کوئی معمولی بات نہیں، عوام تو عوام خواص میں بھی یہ بے نفسی اور — شاذ و نادر ہی ملے گی۔ اس زمانے میں جب کہ بوڑھے اور جوان کھانے کمانے میں لگے ہوئے ہیں، کسی جوان کا اسلاف کرام کے اثاثے کو سنبھالنا اور ان کے کارناموں کو بیان کر کے ان کو زندہ رکھنا یقیناً بڑی بلند ہمتی کا کام ہے۔

فاضل مولف نہ کسی علمی ادارے کے اسکا لریں، نہ کسی یونیورسٹی کے پروفیسر اور نہ کسی کالج کے لیکچرار، مگر کام وہ کر رہے ہیں جو ہمارے دانشوروں کو کرنا چاہیے، اس لحاظ سے یہ کتاب پڑھے لکھے نوجوانوں اور بزرگوں کے لئے محرک ثابت ہوگی۔ فاضل مولف کے مقالات پاکستان کے مختلف رسائل میں شائع ہو رہے ہیں۔ مثلاً:

- | | |
|--------------------|----------------------------|
| ☆ ضیائے حرم، لاہور | ☆ ترجمان اہلسنت، کراچی |
| ☆ الہام، بہاولپور | ☆ انوار الصوفی، قصور وغیرہ |

چند سال ہوئے کہ انہوں نے میدان تحقیق و تحریر میں قدم رکھا ہے۔ بعض مقالات بڑے وقیع لکھے ہیں۔ مثلاً:

☆ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (شاہی امام مسجد فتح پوری) قدس سرہ العزیز کے حالات اور ملی خدمات پر ان کا مقالہ جس کا خلاصہ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور شمارہ اگست ۱۹۷۵ء اور ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

علمی اور تحقیقی میدان میں اگر فاضل مولف کو صحیح رہنمائی ملے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ کوئی اہم کام کر گزریں گے۔ کیونکہ تحقیق میں اصل چیز لگن ہے جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو داریں کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور اس مخلصانہ پیشکش کو شرف قبولیت بخشے آمین اللہم آمین۔

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

محمد مسعود احمد، پروفیسر ذاکر: اللہ ہم خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۳ء

حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی

حجتہ الاسلام محمد حامد رضا خاں امام احمد رضا محدث بریلوی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/ ۸/ ۱۸ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ محمد نام اور عرف حامد رضا، تجویز کیا گیا۔ کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۳ء میں انیس سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۲ عربی زبان و ادب پر بڑا عبور حاصل تھا۔ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم مظفر اسلام کے مہتمم ہوئے اور ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۶ء میں اسی دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور صدر المدرس ہوئے۔ برسہا برس درس حدیث دیا۔ وہ تبحر عالم تھے، بہترین معلم، طلباء پر نہایت ہی شفیق و مہربان۔ حجتہ الاسلام مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی۔ منقولات اور معقولات کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ اس کا اندازہ ”الدولة المحكية“ ۱۹۰۵ء اور ”الاجازة المتبہ“ ۱۹۰۶ء کے اردو ترجمے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے۔ حجتہ الاسلام نے دارالعلوم مظفر اسلام کو خوب ترقی دی، چنانچہ جب مولانا سلامت اللہ نقشبندی مجددی (م۔ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۹ء) نے دارالعلوم مظفر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا:

”جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں۔“

وہ مایہ ناز خطیب بھی تھے، انہوں نے ملک گیر دورے کئے۔ وہ شاعر تھے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اردو، فارسی، عربی پر یکساں عبور حاصل تھا۔ علامہ محمد حامد رضا خاں نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا مقابلہ

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۲ء

۳۔ امام احمد رضا اور دارالعلوم مظفر اسلام، ص ۱۱، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء بحوالہ ”مذکرہ جمیل“ ص ۷۹، مرتبہ علامہ محمد امجد ایفم خوشتر صدیقی، مطبوعہ علی

فرمایا۔ مثلاً:

- — قادیانی تحریک، تحریک خلافت،
- — تحریک ترک موالات، تحریک شدھی سنگٹھن،
- — تحریک ہجرت، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ۔

۱۳۵۲ھ/۱۹۳۵ء میں انہوں نے الجمعية العالمية المركزية، مراد آباد، بھارت کے اجلاس میں جو قاضی نے خطبہ دیا، اس سے ان کے بے مثال فکر و تدبیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ علم و فضل میں اپنے والد ماجد کا آئینہ تھے۔ فاضل بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”حامد منی والامن حامد“

شاہ ابو الحسین نوری علیہ الرحمہ سے شرف بیعت و اجازت حاصل کیا۔ والد ماجد سے ۱۳ سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے۔ ۷۰ برس کی طویل عمر پائی، اور ۷۱ ارجمادی الاول ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء کو عین حالت نماز میں وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کے بکثرت خلفاء و مریدین پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے

ہیں۔ ۳

مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے:

☆ حاشیہ ملا جلال (قلمی)	☆ انصارم الربانی
☆ اردو ترجمہ الدولۃ المکیہ	☆ سدا القرار

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۳۴ و ۳۵ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، فاضل بریلوی علمائے قادری نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۳۴ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

☆ نعتیہ دیوان ☆ اور ”مجموعہ فتاویٰ“ آپ سے یادگار ہے۔ اے

علامہ محمد حامد رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد میں علامہ محمد ابراہیم رضا خاں اور علامہ حماد رضا خاں جیلانی میاں ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی، مگر محدث بریلوی نے اپنے سلسلہ نسب و نسل کے قیام و دوام میں دونوں کو اس طرح شریک کیا کہ علامہ محمد حامد رضا خاں کے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں کی شادی مفتی اعظم کی صاحبزادی سے کر دی تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مفتی اعظم کی نسل منقطع ہو گئی۔ محدث بریلوی کی نسل کے قیام میں دونوں صاحبزادگان شریک ہیں۔

علامہ محمد حامد رضا خاں کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے۔ اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی زیر سجادہ ہیں۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم رضا خاں (م۔ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) کے صاحبزادگان:

☆ مولانا اختر رضا خاں (فاضل جامعہ ازہر)

☆ اور مولانا محمد منان رضا خاں

۱۔ قفرد الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۸۰۱ء

۲۔ تقصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

☆ قفرد الدین بہاری، ملاحذ: حیات اعلیٰ حضرت

☆ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ۱۹۷۱ء، ص ۸۰/۸۱

☆ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے قادیان قفرد میں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۸۷

☆ محمد صادق قصودی، میاں: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول، دوم، مطبوعہ کراچی

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۴/۳۵، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء

نے بریلی میں ”ادارہ اشاعت تصنیفات رضا“ قائم کیا اور مفید رسائل شائع کیے ہیں۔
مولانا اختر رضا خاں دارالعلوم منظر اسلام، بریلی کے شیخ الجامعہ بھی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۹ء میں مولانا محمد متان رضا خاں دارالم کے خرب خانے پر تشریف لائے، اور شرف ملاقات بخشا۔ جناب ریاست علی قادری کی عنایت سے مندرجہ ذیل رسائل بھی ملے جو ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، کراچی نے شائع کئے ہیں:

۱۔ احمد رضا خاں: اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب ۱۳۲۸ھ/۱۹۸۰ء، مطبوعہ بریلی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۸ء

۲۔ احمد رضا خاں: تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء مطبوعہ بریلی

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ ۱۹۸۹ء، دیا لکھوت، ص ۲۱۴

نوٹ: آج کل دارالعلوم الدراسات الاسلامیہ کے منظم اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے سربراہ ہیں۔

حجتہ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی

حجتہ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جد اعلیٰ افغانستان سے آئے اور ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے زمانے میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہوئے۔ آپ کے پردادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ عالم معارف تھے، انقلاب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف عملاً جہاد کیا۔ یو۔ پی گزیٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز جنرل ہڈسن نے آپ کا سر لانے کے لئے انعام مقرر کیا۔ مگر وہ سرکس کو ملے جو درحقیقت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک چکا ہو۔

آستان پہ تیرے سر ہو، اجل آئی ہو

پھر اے جانِ جہاں تو بھی تماشا بنی ہو

حجتہ الاسلام کے بدن میں عظیم مجاہدوں کا خون دوڑ رہا تھا، اسی لئے انہوں نے گھڑ سواری میں کمال پیدا کیا، سرکش سے سرکش گھوڑے کو وہ رام کر لیا کرتے تھے۔ حجتہ الاسلام نے معقولات و منقولات کی تمام درسی کتابیں اپنے والد ماجد احمد رضا علیہ الرحمہ سے پڑھیں اور اس شان سے پڑھیں کہ ان کے درسی سوالات کو امام احمد رضا نے یہ وقار بخشا کہ جب فرزند دل بند کا حوالہ دیتے ہیں تو فرماتے ہیں ”قال الولد الاعوز“۔ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں جب وہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں علماء کے درس میں شریک ہوئے اور سندیں حاصل کیں۔ حجتہ الاسلام ۱۹ سال کی عمر میں ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ سعادت بہت کم طلباء کو حاصل ہوتی ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں معقولات و منقولات سے فارغ ہو جائیں۔ فقیر کے برادر بزرگ مولانا محمد منظور

احمد علیہ الرحمہ (ابن مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی) بھی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء میں مدرسہ عالیہ فتح پوری، دہلی سے ۱۹ سال کی عمر میں فارغ ہوئے اور پورے مدرسے میں اول رہے، ان کے اساتذہ کا کہنا تھا کہ مرحوم کی حیات و فاکرتی تو اپنے دور کے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہوتے، مگر ان کی عمر نے وفات کی اور ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء میں حیدرآباد، سندھ میں انتقال کر گئے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ ۱۹ سال کی عمر میں شاذ و نادر ہی طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور امام احمد رضا کی کیا بات کی جائے، انہوں نے تو تیرہ سال دس ماہ پانچ دن میں فارغ ہو کر دنیا کو حیران کر دیا۔ جتہ الاسلام، اسی جلیل القدر استاد کے بیٹے اور شاگرد تھے۔

۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء - ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تک، امام احمد رضا کی خدمت میں رہ کر تربیت کے مراحل طے کئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں کارافتاء کے لئے تیار کر دیا تھا۔ امام احمد رضا کے لئے فتوؤں میں حوالوں کی کتابیں نکالنا، سندوں کی عبارتیں تلاش کرنا آپ کے ذمے تھا، اس طرح فتویٰ نویسی کے لئے خود آپ بھی تیار رہتے تھے۔ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف کے آپ مہتمم ہوئے تو پھر یہ ذمہ داری حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ نے سنبھالی جو آپ کے چھوٹے بھائی تھے، عمر میں آپ سے اٹھارہ سال چھوٹے تھے۔ جتہ الاسلام علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے، مولانا حسنین رضا خاں صاحب نے سچ فرمایا:

”اعلیٰ حضرت کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور ادیب تھا تو وہ حضرت جتہ

الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے۔“ (تذکرہ جمیل ص ۱۲۶)

جتہ الاسلام کا یہی تجربہ علمی تھا کہ وہ بڑے سے بڑے عالم سے اعتماد سے گفتگو کرتے اور بحث و مباحثہ میں اپنی بات منوالیا کرتے تھے۔ مفتی شافعیہ کے شاگرد

اب یہ تقریباً ”تذکرہ جمیل“ عمرہ علامہ محمد ابراہیم خوشنصیب علی صاحب کے لیے لکھی گئی۔ ”تذکرہ جمیل“ علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد پر مبنی مستند سوانح ہے، جو ۱۹۹۱ء میں بریلی سے شائع ہوئی۔ (بقیہ حاشیا اگلے صفحے پر)

عبدالقادر طرابلسی شیلی کو بعض مسائل میں اختلاف تھا، حجۃ الاسلام نے ان کو قیام حرمین کے زمانے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں مسکت جواب دیا اور وہ خاموش ہو گئے۔ عرصہ دراز کے بعد سندھ کے مشہور عالم و عارف حضرت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی کی عبدالقادر شیلی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام احمد رضا کا ذکر فرمایا۔ یہ بات انہوں نے ۲۷ رجب المرجب ۱۳۱۳ھ/ ۳۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو پیر جو گوٹھ (سندھ) میں ایک ملاقات کے دوران بتائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی دامت برکاتہم العالیہ عالم اسلام کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ یورپ اور افریقہ میں امام احمد رضا کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ بہت سے مقامات پر انہوں نے تبلیغی اور اشاعتی ادارے قائم کئے ہیں، خاندانہ و خانوادہ فاضلہ کے نام سے بہت سے علمی و تحقیقاتی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ امام احمد رضا کے دونوں شہزادگان حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی (م۔ ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (م۔ ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء) علیہم الرحمہ ان کے فیملی القدر سادات و میں ہیں۔ وہ اہل سنت کا سرمایہ ہیں۔ علم و ادب سے ان کو فطری لگاؤ ہے۔ ان کی زبان میں چاشنی ہے۔ ان کے بیان میں دل کشی ہے۔ ان کے قلم میں روانی ہے۔ حجۃ الاسلام کی سوانح کے لئے بھی ایسے ہی سوانح نگار کی ضرورت تھی۔ علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی نے یہ سوانح لکھ کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ ہماری غفلت شعاری سے کتنی ہی تاریخ ساز شخصیات فراموش کر دی گئیں۔ ان کے علمی کمالات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے چلے گئے اور بالآخر معدوم ہو گئے۔ یہ ایک قوی الیہ ہے۔ ہمارے قلم کاروں کو تاریخ کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔

جلیل کن تاریخ را پایہ شرا

از نفس ہائے رمیدہ زخم شرا

علامہ موصوف نے ”تذکرہ جمیل“ کی تدوین میں اہم ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔ جو کچھ خود لکھا اور دیکھنے والوں نے جو دیکھا وہ بیان کیا ہے۔ بعض نوادرات کے ٹکس بھی شامل کیے ہیں۔ کتاب سلیقہ سے مرتب کی ہے اور زندگی کے بہت سے پہلوؤں کو سمیٹا ہے، متعلقات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس سے قبل حجۃ الاسلام کے اسے تفصیلی حالات کسی کتاب میں نہیں دیکھے گئے، مولانا عبدالمصمیم عزیزی نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس میں بعض مفید معلومات تھیں مگر وہ ایک مختصر و مفید تعارف تھا اور ”تذکرہ جمیل“ ایک مفصل سوانح ہے۔ مولائے کریم حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مدظلہ العالی کو اس خدمت جلیلہ کا صلہ عطا فرمائے اور جن حضرات نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ بالخصوص ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، مکتبہ مشرق، بریلی کے اراکین و معاونین کو اپنی بے پایاں نعتوں اور محنتوں سے نوازا جائے۔ آمین!

حجۃ الاسلام امام احمد رضا کے مرشد شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کے پوتے شاہ ابوالحسنین نوری علیہ الرحمہ (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء) سے بیعت تھے اور انہیں کے ارشاد کے مطابق امام احمد رضا نے تقریباً ۱۳ اسلاسل طریقت میں اجازت و خلافت عطا فرمائی — حجۃ الاسلام کو سند حدیث بھی کئی واسطوں سے حاصل تھی — شاہ ابوالحسن نوری، امام احمد رضا کے استاد بھی تھے اور شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کو بھی تربیت کے لئے آپ کے سپرد کیا تھا — حجۃ الاسلام نے بیعت کا آغاز امام احمد رضا کے وصال سے چند روز قبل فرمایا، بیعت کے لئے آنے والوں سے امام احمد رضا نے فرمایا:

”ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، جو ان کا مرید ہوا، میرا مرید ہوا، ان سے بیعت کرو۔“ (تذکرہ جمیل، ص ۱۰۹)

حجۃ الاسلام کے لاکھوں مرید ہیں، جو پاک و ہند اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں — امام احمد رضا کو حجۃ الاسلام سے بڑی محبت والفت تھی — چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد رضا کو دعوت دی گئی، خود نہ جاسکے، اپنی جگہ حجۃ الاسلام کو بھیجا اور دعوت دینے والے کو تحریر فرمایا:

”حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں، احمد رضائی سمجھنا۔“ (تذکرہ جمیل، ص ۱۲۲)

اسی عینیت اور اقریبیت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں:

حامد منی و انامن حامد

”میں حامد سے ہوں اور حامد مجھ سے ہے“ — یعنی

ع تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگرم

اور خود حجۃ الاسلام اس نسبت خاص پر شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انا من حامد و حامد رضا منی کے جلوؤں سے

بھجھ اللہ رضا حامد اور حامد رضا تم ہو

حجۃ الاسلام کے عم محترم مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی ایک

قصیدے میں فرماتے ہیں:

حامد رضا ، عالم علم ہدی

نو گل ، گل زار جناب رضا

حسن بہارش ز خزاں دور باد

چوں اب وجد نامر و نامور باد !

کس دل سے وعادی تھی کہ آج تک ان کی بہار میں خزاں نہیں آئی اور ان کی

مساعی نے نامرادیوں کا مہ نہیں دیکھا۔



حجۃ الاسلام ۳۱ سال کی عمر میں ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں اپنی والدہ اور چچا مولانا

محمد رضا خاں کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ

ہوئے۔ لکھنؤ تک امام احمد رضا چھوڑنے گئے، واپسی پر دل بیقرار رہا، چمن نہ آیا، خود بھی

تیاری کی، بمبئی پہنچ گئے پھر حجۃ الاسلام اپنے والد جلیل کے ساتھ حج پر روانہ ہوئے۔ یہ

حج وسیلہ ظفر بنا، اور امام احمد رضا کو وہ فتوحات ہوئیں جن کے بیان کے لئے ایک دفتر

چاہیے۔ اسی سفر میں امام احمد رضا نے فصیح عربی میں اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الدولة

المکیة“ لکھی اور اسی سفر میں یگانہ روزگار کتاب ”کفیل الفقہ الفہم“ لکھی

۔ حجۃ الاسلام نے بعد میں ”الدولة المکیة“ کا اردو میں شاندار ترجمہ کیا۔

الغرض حجۃ الاسلام کو امام احمد رضا کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین

شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

امام احمد رضا کو تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی سے فرصت نہ ملتی تھی۔ اور احباب کا اصرار تھا کہ کوئی دارالعلوم قائم کیا جائے۔ احباب کے اصرار پر دارالعلوم منظر اسلام ۱۹۰۴ء میں قائم کیا گیا۔ بنیاد امام احمد رضا نے ڈالی مگر اصل بانی حجۃ الاسلام قرار پائے۔ علامہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی نے ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں منظر اسلام کے معائنہ کے وقت جو تاثرات قلمبند فرمائے اس میں حجۃ الاسلام کو دارالعلوم کا بانی لکھا ہے اور دارالعلوم کے لئے لکھا ہے:

”جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں۔“

حجۃ الاسلام دارالعلوم کے مہتمم تھے اسی وقت ۱۳۳۹ھ/۱۹۱۹ء میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین بھی ہو گئے۔ تفسیر وحدیث کا بڑا دلنشین درس دیتے تھے، دور دور سے طلباء و علماء کھینچے چلے آتے تھے۔ حجۃ الاسلام نے اپنے چھوٹے بھائی مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کو بھی پڑھایا اور برادرِ عم زاد مولانا حسین رضا خاں صاحب کو بھی پڑھایا، ان کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ بہترین معلم تھے، طلباء پر بہت رحیم و کریم۔ منظر اسلام کے تقسیم اسناد کے سالانہ اجلاس بھی تزک و احتشام سے ہوتے تھے۔ تمام سلاسل کے اکابر شریک ہوتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سلسلہ چشتیہ کے دیوان سید آل رسول علی خاں اجمیری وغیرہ بھی شریک ہوتے تھے۔

حجۃ الاسلام کے خاص خاص رفقاء میں یہ نام ممتاز نظر آتے ہیں:

☆ مفتی فدا یار خاں رضوی — نائب مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی

☆ مولانا تقدس علی خاں — مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی

☆ مفتی ابرار حسن صدیقی — مدیر ”یادگار رضا“ بریلی

☆ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی — صدر شعبہ فارسی، منظر اسلام، بریلی

حجۃ الاسلام بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے۔ تدریس میں تو اپنی مثال آپ تھے ہی مگر تقریر میں ان کو بڑا ملکہ حاصل تھا۔ پاک و ہند کے بہت سے شہروں میں آپ نے تقریر فرمائی، عقائد کی اصلاح اور ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے بھرپور سعی فرمائی۔ آپ کی پہلی مدلل تقریر ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۷ھ کو جبل پور میں ہوئی۔ امام احمد رضا شریک محفل تھے اور شاداں و فرحاں۔ آپ انجمن حزب الاحناف، لاہور اور جامعہ نعمانیہ، لاہور کے جلسوں میں لاہور بھی تشریف لائے۔ جب لاہور آتے تو شاہ محمد غوث قادری کے مزار مبارک میں قیام فرماتے۔ شاہ محمد غوث قادری اپنے عہد کے جلیل المندر محدث تھے۔ شیخ الحدیث حضرت محمد امیر شاہ صاحب گیلانی قادری مدظلہ العالی کی صاحبزادی ام سلمیٰ نے حضرت شاہ محمد غوث محدث لاہوری پر بڑا فضلانہ مقالہ ڈاکٹریٹ لکھا ہے۔ جس پر پنجاب یونیورسٹی سے ان کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی ہے۔ حجۃ الاسلام کا حضرت شاہ محمد غوث، محدث لاہور کے مزار پر انوار پر قیام فرمانا کچھ معنی رکھتا ہے۔ ایک محدث، محدث ہی کے جوار میں کشش محسوس کرتا ہے اور سکون پاتا ہے۔

حجۃ الاسلام سندھ بھی تشریف لائے۔ علامہ عبدالکریم درس سے گہرے مراسم تھے، وہ امام احمد رضا کے بھی تخلصین میں تھے۔ انہوں نے امام احمد رضا کا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے اور حجۃ الاسلام نے ان کا قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے جو ”تذکرہ جمیل“ میں موجود ہیں۔ سندھ میں حجۃ الاسلام کے داماد مفتی تقدس علی خاں صاحب ہیر صاحب پگارا کے جامعہ راشدہ کے شیخ الحدیث ہوئے جس کے تحت ۷۰ مدارس پورے سندھ میں کام کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے ہیر صاحب کی تربیت فرمائی اور دین و مسلک کی برسوں خدمت کی، اور ہیر جو گوٹھ ہی میں ۱۹۸۸ء میں انہوں نے وصال فرمایا۔

حجۃ الاسلام، دہلی بھی تشریف لے گئے، فقیر نے بچپن میں اپنے ہاں ان کی

زیارت کی ہے اور ان کے حسن و جمال کا نظارہ کیا ہے۔ حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ سے خانوادہ امام احمد رضا کو خاص نسبت و تعلق رہا ہے۔ بات ہو رہی تھی حجتہ الاسلام جس طرح تدریس و تقریر میں کمال رکھتے تھے، تحریر پر بھی ان کو اتنا ہی کمال حاصل تھا۔ ان کی سرپرستی میں ماہنامہ ”یادگار رضا“ نکلتا تھا جو ہر اعتبار سے ایک معیاری رسالہ تھا۔ حجتہ الاسلام کے انتقال کے بعد یہ رسالہ بند ہو گیا۔ حجتہ الاسلام، اردو، فارسی، اور عربی پر حیرت انگیز قدرت رکھتے تھے، دواں نثر و نظم لکھ کر اہل عرب کو حیران کر دیا۔ قلم برداشتہ لکھتے، سرعت تحریر میں جواب نہ تھا۔ امام احمد رضا کی تصانیف پر ان کی تمہیدات قلم برداشتہ لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ”الدولة المکیة“، ”الاجازۃ المینیہ“، ”کشف النقیۃ الفہم“ وغیرہ پر عربی تمہیدات۔ دارالعلوم معینیہ، اجیر شریف کا معائنہ کر کے عربی میں قلم برداشتہ تاثرات لکھ کر علامہ معین الدین اجیری کو حیران کر دیا۔ مدارس عربیہ میں بالعموم بڑے بڑے ماہر استاد بھی بولنے اور لکھنے پر قادر نہیں ہوتے گو وہ بحیثیت استاد کامل ہوتے ہیں۔ منظر اسلام کو ہندوستان بھر میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ اس کا بانی امام احمد رضا ایک بحر العلوم، ایک ماہر عربی دواں اور اس کا مہتمم منبع العلوم حجتہ الاسلام محمد حامد رضا خاں ایک ماہر عربی دواں تھے۔ غالباً یہ ان امتیازات میں سے ایک ہے جس کی طرف علامہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی راجع پوری نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں۔“

حجتہ الاسلام، اردو، فارسی، عربی نثر کے علاوہ نظم پر بھی کمال رکھتے تھے، ذرا ان کے یہ اردو اشعار ملاحظہ ہوں:

☆ آنکھوں سے لگ گئی جھڑی، بحر میں موج آگئی
سبل سرشک اہل پڑا، نالہ قلب زار میں

- ☆ شوق کی چیرہ دستیوں، دل کی اڑاتی دھجیاں
وحشِ عشق کا سماں، دامنِ تارتار میں
شوق کی ناہکیاں، سوز کی دل گدازیاں
وصل کی نامرادیاں، عاشقِ دل نگار میں
☆ مجھ کو در در پھراتی رہی آرزو
ٹوٹے پاؤں، تھک گئی جستجو
ڈھونڈتا میں پھرا، کو بہ کو، چارو
تھا رگ جاں سے نزدیک تر، دل میں تو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
☆ تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں، بہارِ جاں فزا تم ہو

حجۃ الاسلام کو تاریخ گوئی میں بھی بڑا کمال تھا۔ انہوں نے اردو، فارسی، عربی میں کئی تاریخیں کہی ہیں۔ مسجدِ جنگشن، بریلی جب تیار ہوئی تو فارسی اشعار پر مشتمل فی البدیہہ قطعہ تاریخ تعمیر ارشاد فرمایا (تذکرہ جمیل، ص ۱۷۰) — ۳۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو فقیر نے بھی اس مسجد کی زیارت کی، مفتی مظہر الاسلام اور اس مسجد شریف کے امام و خطیب علامہ مفتی محمد اعظم مدظلہ العالی نے چائے سے ضیافت کی، مفتی مظہر اسلام، علامہ محمد عارف رضوی اور جناب سرتاج حسین ایڈووکیٹ اور دیگر احباب بھی موجود تھے۔ حجۃ الاسلام نے علامہ محمد عبدالکریم سندھی کے وصال پر بھی چھ فارسی اشعار کا قطعہ تاریخ وقات قلم بند فرمایا تھا۔ ”تذکرہ جمیل“ میں ایسے بہت سے مقامات پیش کیے گئے ہیں۔ (ص ۱۶۹-۱۷۱)

حجۃ الاسلام پیکرِ جمال و کمال تھے۔ حسن دل افروز ایسا تھا جو دیکھے، بے ساختہ

کہے — بَارِکَ اللّٰہِ اَحْمَدُ الخالقین — وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ التَّقْوِیْمِ کی جیتی جاگتی تصویر تھے — ان کے دیدار سے ہی لوگ مسلمان ہو جاتے تھے — اور انصاف پسند پکاراٹھتے تھے کہ بچوں کا چہرہ ایسا ہی ہوتا ہے — سبحان اللہ! حسین صورت، بلند اخلاق، متواضع و منکسر المزاج، ہر ایک چاہنے والے پر مہربان، سادات سے والہانہ محبت، معاصرین علماء سے الفت — خدا کے دوستوں کے دوست، خدا کے دشمنوں کے دشمن — تقویٰ و صبر بے مثال — پشت پر کار نکل پھوڑا نکل آیا، آپریشن کی نوبت آئی، بے ہوشی کے لئے دوا نہ کھائی کہ شراب ہے، درود شریف پڑھتے میں آپریشن ہوتا رہا۔ بس سے مس نہ ہوئے، اف تک نہ کی، دیکھنے والے حیران تھے۔

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی

ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

میزبانی میں پیش پیش، مقدم ہوتے ہوئے خادموں کے خادم،

اللہ رے کوئے دوست کی روشن جمالیاں

ہر ذرہ ہے تھکلی ایمن لئے ہوئے

فقیر یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف حاضر ہوا تو صاحب سجادہ حجۃ الاسلام کے پوتے علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں نے چائے سے تواضع کی۔ پھر ان کے چچا علامہ محمد منان رضا خاں منانی میاں نے تواضع کی۔ پھر علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں کے یہاں تواضع ہوئی۔ دوسرے تیسرے دن ازہری میاں، منانی میاں اور جمال رضا خاں کے ہاں کھانے اور چائے سے تواضع ہوئی۔ انواع و اقسام کے ماکولات، سبحان اللہ، ماشاء اللہ! بریلی شریف میں جہاں جانا ہوا دسرخوان اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ کھانے والا کھاتے کھاتے تھک جائے مگر کھلانے والے کھلاتے کھلاتے نہ تھکیں — سبحان اللہ! میزبانوں کا شہر ہے کہ شہر خواہاں! —

کرنا ہے۔۔۔ یہ بڑی غیر دانشمندانہ بات ہوگی، اس رجحان سے جتنا بچا جائے، اتنا ہی ہمارے لئے مفید ہوگا۔ اس رجحان کے محرکات علاقائی اور خانقاہی عصبیت بھی ہو سکتی ہے، خود نمائی کی خواہش اور خود پسندی کا جذبہ بھی ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا احنہ عظیم ہیں، ان سے اختلاف کرنے والا نیک نام نہیں بدنام ہوگا۔ دنیا و آخرت کا فائدہ اسی میں ہے کہ ہم اپنے اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور امام احمد رضا کی فکر و دانش سے بھرپور استفادہ کر کے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اہل سنت کے خلاف ایک عالمی سازش پوری قوت کے ساتھ برسرِ پیکار ہے، اہل بصیرت علماء و دانشوروں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ تبلیغ کے نام پر قرآن پڑھنے سے روکا جا رہا ہے، تبلیغی نصاب کو قرآن کے قائم مقام بنایا جا رہا ہے۔ تبلیغی مراکز کو حرمین شریفین سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ تبلیغ کے لئے جانے والوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف سے کہیں زیادہ ثواب کی بشارتیں دی جا رہی ہیں۔ دن کی روشنی میں یہ کیا جا رہا ہے؟

جو فرقے ملت اسلامیہ کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں، ان کا ظاہر اتنا حسین ہے کہ کسی کو یقین نہیں آتا کہ یہ اندر سے اتنے خراب ہوں گے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم فرقوں کے اکابرین سے حسنِ عن درکھتے تھے لیکن حجۃ الاسلام نے لاہور میں ایک ملاقات کے دوران ان کی گستاخانہ عبارات سنائیں تو وہ حیران رہ گئے اور فرمایا:

”مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑا۔ ان پر تو آسمان کو ٹوٹ پڑنا چاہیے۔“



حجۃ الاسلام نے عقائد فاسدہ کا رد کیا، مذہبی اور سیاسی تحریکات میں حصہ لیا۔ تحریکِ رضائے مصطفیٰ، تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات، تحریکِ شذھی سنگٹھن،

تحریک مسجد شہید گنج اور اس قسم کی بہت سی تحریکوں میں ملت کی رہنمائی کی —
 ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں مراد آباد کی ایک کانفرنس میں جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس سے آپ
 کے تدبیر اور سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ خطبہ آج بھی کسی بھی مسلم سلطنت
 کا لائحہ عمل بن سکتا ہے۔

حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا وصال ۱۷ ربیع الاول
 ۱۳۶۲ھ/۲۳ مئی ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف میں عشاء کی نماز کے دوران تشہد پڑھتے
 ہوئے ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں

چاہا سرنی پال، چاہا خدا حافظ

نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب نے پڑھائی، محدث
 اعظم حجۃ الاسلام کی تعلیم و تربیت کا شکار تھے جنہوں نے پاکستان میں فکری انقلاب برپا
 کیا اور سودا اعظم اہل سنت کے مشن کو فروغ بخشا۔ مزار مبارک محلہ سودا گراں، بریلی
 شریف میں روضہ امام احمد رضا کے اندر ہے۔



حجۃ الاسلام کے بعد مفسر قرآن علامہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ
 الرحمہ آپ کے جانشین ہوئے — آپ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ/۱۹۰۴ء کو بریلی
 شریف میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رضا نے اس پوتے کی خوشی میں منظر اسلام کے طلباء کو
 من بھاتے کھانے کھلائے، مخصوص طلباء کے جوڑے بھی بنوائے۔ ۱۴ شعبان المعظم
 ۱۳۶۹ھ/۱۹۰۸ء کو رسم بسم اللہ کے ساتھ ساتھ بیعت و خلافت سے نوازا — فرمایا:

”میرا پوتا میری زبان ہوگا۔“

حامد منی و انامن حامد کی بازگشت پھر سنائی دی — جیلانی میاں
 نے منظر اسلام کی تیاری کی، درس و تدریس کے ذریعہ مسلک اہل سنت و جماعت کی

اشاعت کی۔ ”یادگار رضا“ کا اہتمام بھی آپ ہی کے سپرد تھا۔ ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو بریلی شریف میں جیلانی میاں کا وصال ہوا۔ انشاء اللہ وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس ماہ مبارک میں حجۃ الاسلام پیدا ہوئے اسی ماہ مبارک میں جیلانی میاں پیدا ہوئے اور جس ماہ مبارک میں امام احمد رضا کا وصال ہوا اسی ماہ مبارک میں جیلانی میاں کا وصال ہوا۔

جیلانی میاں کے صاحبزادگان میں: ریحان رضا خاں، ریحانی میاں، تنویر رضا خاں، اختر رضا خاں، ازہری، قمر رضا خاں، منان رضا خاں، منانی میاں، پانچ لڑکے ہوئے ریحانی میاں، سجادہ نشین ہوئے۔ ان کا وصال ہوا تو ان کے پانچ صاحبزادگان سبحان رضا خاں، عثمان رضا خاں، تو قمر رضا خاں، تو صبیح رضا خاں، تسلیم رضا خاں میں سے سبحان رضا خاں سبحانی میاں سجادہ نشین ہوئے اور بھلا اللہ رونق افروز سجادہ ہیں۔ جیلانی میاں کے دوسرے صاحبزادے علامہ اختر رضا خاں اس وقت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے قائم مقام اور مفتی اہل سنت ہیں۔ ان کا علمی و روحانی فیض دور و نزدیک جاری ہے۔ ان کے ایک صاحبزادے مسجد رضا خاں ہیں۔

جیلانی میاں کے چھوٹے بھائی حماد رضا خاں نعمانی میاں ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۶ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۵۶ء میں کراچی میں انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادگان یزدانی میاں، رحمانی میاں اور نورانی میاں کراچی میں ہیں۔



حضرت حجۃ الاسلام کے خانوادہ عالی کی فقیر پر بہت شفقت ہے۔ علامہ ریحان رضا خاں ریحانی میاں جب پاکستان تشریف لائے، فقیر کے غریب خانے پر بھی تشریف لائے۔ علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں بھی جب پاکستان تشریف لائے، فقیر کے غریب خانے پر تشریف لائے۔ علامہ قمر رضا خاں اور علامہ منان رضا خاں بھی جب پاکستان تشریف لائے فقیر سے ملاقات کی۔

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں

مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں ۲۲ ربی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ المبارک بوقت صبح صادق کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام محمد اور عرفی نام مصطفیٰ رضا تجویز کیا گیا۔ ابتدائے میں برادر بزرگ مولانا حامد رضا خاں، شاہ رحمہ اللہ منگوری سے استفادہ کیا اور والد ماجد سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو شاہ ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور ان کے علاوہ والد ماجد نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ پاکہ، ہند اور غیرہ فی ممالک، ممبر بے شمار افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔ خلفاء بھی بکثرت ہیں۔ اصل تعلیم و تربیت تو محدث بریلوی نے فرمائی۔ اساتذہ میں برادر بزرگ علامہ محمد حامد رضا خاں، علامہ شاہ رحمہ اللہ صاحب ناگوری، مولانا بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسن نقشبندی فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ہجرت اٹھارہ سال علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہوئے اور ۳۸ سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۳۶۷ھ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر دارالافتاء کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مخصوص طلباء تک سلسلہ درس و تدریس محدود ہو گیا۔ مفتی اعظم نے دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن محدث بریلوی سے سیکھا اور اس میں وہ مہارت پیدا کی کہ مفتی اعظم ہند ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ہجرت ۱۸ سال فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا۔ مفتی اعظم نے مجموعی طور پر ۷۰ سال فتویٰ نویسی کے فرائض

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۲، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ص ۸۷

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۳/۳۴، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

وہ صاحب شریعت اور عامل سنت سنیدہ تھے۔ غریبوں سے پیار کرتے تھے اور امیروں سے اجتناب۔ ایک غریب کی عیادت کی خاطر گورنریو۔ پی اکبر علی خاں سے ملاقات موقوف کر دی اور گورنر ملاقات کے بغیر چلا گیا۔ اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ دیکھنے والے کہا کرتے تھے کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے۔

مفتی اعظم عالم و عارف، مفتی و فقیہ اور مدبر و مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے۔ ان کے اشعار میں تہذیب کا رنگ جھلکتا ہے۔۔۔۔۔ ان کا شعری مجموعہ ”سامان بخشش“ بریلی سے شائع ہو چکا ہے۔

مفتی صاحب شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے اور فوری تخلص فرماتے تھے، ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

☆ وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
حسین تم ہو فتنے مٹا کر چلے
شب کو شبنم کی مانند رویا کے
صورت گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے
☆ جو ساقی کوڑ کے چہرے سے نقاب اٹھے
ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیانہ
مست مئے الفت ہے، مدہوش محبت ہے
فرزات ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزات
ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ

☆ بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں
کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے
جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہل زباں
سن کے قرآن زبائیں وبا کر چلے
بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں:
مؤلفات میں:

☆ ملفوظات اعلیٰ حضرتؒ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء — چار حصے اور
☆ ”الطاری الداری“ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء — تین حصے قابل ذکر ہیں اور
تصنیفات میں:

☆ ”تنویر المجہ“ ☆ ”المنجۃ الباہرۃ“ ☆ ”القول العجیب“
☆ ”وقعات السنان“ اور ☆ ”طرق الہدیٰ“

وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے بریلی میں دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (جس کے مہتمم مولانا خالد
علی خاں صاحب ہیں) اور آپ اسی کے ایماء سے بریلی میں رضالا بھیری اور رضا اکیڈمی
قائم کی گئی جس کے لئے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں کوشاں ہیں۔

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر و آکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء
۲۔ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے تفصیلی حالات کے لئے سید ریاست علی قادری کی تالیف ”مفتی اعظم ہند“ مطبوعہ
کراچی ۱۹۷۹ء مطالعہ کی جائے۔ مسطور
تفصیلی حالات کے لئے متعدد پبلیکیشنز سے رجوع کریں:

☆ ظفر الدین بہاری: ”حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۹
☆ محمد احمد قادری: تذکرہ علما اہل سنت، ص ۲۲۳-۲۲۴
☆ محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علماے تجار کی نظر میں، ص ۸۸
☆ غلام مصباح الدین قصبی: حیات صدیق افاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۰-۱۹۰
☆ محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی

وہ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کا آئینہ تھے۔

مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نے ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ / ۱۹۸۱ء کو کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے بریلی میں وصال فرمایا۔ ان کی نماز جنازہ میں دنیا بھر کے ۲۵ لاکھ عقیدت مند شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میں انتہا عظیم اجتماع تاریخ میں نہیں ملتا۔ اس سے مفتی اعظم کے حلقہ اثر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مفتی اعظم کے بکثرت خلفاء پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ماریشس، یورپ اور امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں ہیں۔

علامہ شاہد علی رضوی نے مفتی اعظم کے منتخب ملامدہ کے ۳۵ نام گنائے ہیں جو سب کے سب تبحر عالم ہوئے۔ ان میں منتخب ملامدہ کے ۳۲ نام گنائے ہیں جو اعلیٰ پایہ کے مفتی ہوئے اور مستفیدین میں گیارہ ممتاز علماء کے نام گنائے ہیں۔ علامہ موصوف نے مفتی اعظم کی تصانیف اور شروح میں ۳۵ نام گنائے ہیں۔ حبیب رضا صاحب مفتی اعظم پر روزہیل کھنڈیو نیورٹی، بریلی سے پروفیسر وسیم بریلوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں اور نوشاد عالم خفی بہار یونیورسٹی، مظفر پور سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قائم مقام مفتی اعظم ہیں۔

امجد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: اللہ پاک، امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

امجد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، ص ۳۶، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

شہزادہ امام احمد رضا مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں

- سلام اس پر جس نے دلوں پر حکومت کی
- سلام اس پر جس کی یاد روشنیاں لے کر آتی ہے
- سلام اس پر جس کا خیال تاریکیاں لے کر جاتا ہے
- سلام اس پر جس کے قدم نہ ڈر گئے
- سلام اس پر جس کی نظر نہ بہکی
- سلام اس پر جو صراطِ مستقیم پر روں دواں رہا
- سلام اس پر جس نے ملت کو شعور زندگی بخشا
- سلام اس پر جس نے سب کچھ لٹایا
- سلام اس پر جس نے کچھ نہ چاہا
- سلام اس پر جو محبت کا پاسدار تھا
- سلام اس پر جو غریبوں کا غم گسار تھا
- سلام اس پر جس نے گرتوں کو سنبھال لیا
- سلام اس پر جس نے طوفانوں کے منہ پھیر دیئے
- سلام اس پر جو یادگار سلف تھا
- سلام اس پر جو افتخار خلف تھا
- سلام اس پر جس کا جہاں سارا جہاں تھا
- سلام اس پر جو فقر غیور کا علمبردار تھا
- سلام اس پر جو تقویٰ شعار تھا

- سلام اس پر جو علم کا کمال تھا
 - سلام اس پر جو فضل کا جمال تھا
 - سلام اس پر جس نے لوح و قلم کی لاج رکھی
 - سلام اس پر پاک و ہند میں جس کا سکہ رواں تھا
 - سلام اس پر مداحانِ رسول جس سے فیض پاتے تھے
 - سلام اس پر گستاخانِ رسول جس سے خار کھاتے تھے
 - سلام اس پر جس نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے چراغِ روشن کئے
 - سلام اس پر جو گستاخِ کبر و دار میں اللہ کی برہان تھا
 - سلام اس پر جس کو رکھ کر خدا نیا آتا تھا
 - سلام اس پر جو قدم قدم پر خدا کو یاد رکھتا تھا
 - سلام اس پر جو اصل باللہ تھا
 - سلام اس پر جو باقی باللہ تھا
 - سلام اس پر جس نے اسلام کی آن رکھی
 - سلام اس پر جس کے شب و روز خدا کی عبادت میں صرف ہوتے تھے
 - سلام اس پر جس کے رات دن مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتے تھے
 - سلام اس پر جس کی ہر بات نصیحت تھی
 - سلام اس پر جس نے ہدایت کا حق ادا کر دیا
 - سلام اس پر جس کا مسکن مرکزِ اربابِ صفا تھا
 - سلام اس پر جس کا مدفن مرجعِ اربابِ وفا ہے
- ہاں وہ کون ہے جس کیلئے آج آنکھ ابھل رہی ہے؟ ہاں وہ کون ہے جس کیلئے آج
دل بے قرار ہے؟ ہاں وہی جو دلوں میں رہتا تھا، جو آنکھوں میں بستا تھا۔

سے کسی صورت سے بھولا ہی نہیں
آہ ! یہ کس کی یاد کاری ہے
کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ہاں وہ وہی شہزادہ عالی وقار ہے جو ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو آفتاب بن کر
افق بریلی پر جلوہ گر ہوا۔ جس کا مرشد نوری نے ”ابوالبرکات محی الدین جیلانی“، والد
گرامی نے ”محمد“ رکھا اور عرف ”مصطفیٰ رضا“ تجویز کیا گیا۔
جس ذات سے اس کو نسبت فرزند ی تھی،

☆ وہ وقت کا فرزند تھی،
☆ وہ علوم نقلیہ کا تاجدار تھا،
☆ وہ علوم عقلیہ کا غواص تھا،
☆ وہ میدان نقاہت کا شہسوار تھا،
☆ وہ میدان سیاست کا علمبردار تھا،
☆ عرب و عجم میں اس کی دھوم تھی،
☆ سارے جہاں میں اس کا چہ چا تھا۔
کون؟ عبدالمصطفیٰ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز۔

دیکھنے والے کہتے ہیں کہ شہزادہ عالی جاہ اپنے والد بزرگوار کا عکس جمال تھا۔
اس کے حسن و رعنائی کی بات کیا کیجئے۔ گوارنگ، نورانی چہرہ، چوڑی پیشانی، لبوں پر تبسم
گفتگو میں حلاوت، کلام میں لطافت، جدھر سے گزرے دیکھ دیکھ کر لوگ دوڑے چلے
آتے تھے۔ کشش و دلنوازی کا عجب عالم تھا،

سے سینہ خالی کند از دلہا
یار بہر شکار می آید

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رہمتش بے قرار می آید

اور جس ذات قدسی صفات سے اس کو شرف بیعت حاصل تھا وہ بھی آسمان
ارشاد کا آفتاب تھا اور علم و دانش کا مہتاب تھا۔ ایک عالم اس سے فیض یاب تھا۔ کون:
شاہ ابوالحسن احمد انوری مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔ یہ وہ مقدس ہستی ہے جس کی
تعریف میں امام احمد رضا جیسا فاضل اجل یوں رطب اللسان ہے:

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسن
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسن

اور جس سے شجر نام احمد رضا کو شرف خلافت و اجازت حاصل تھا۔ اس شرف
و سعادت پر وہ ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یادری !

اور سنو سنو، وہ کیا کہہ رہے ہیں:

”میں نے مارہرہ سے کوہ طور پر ایک آگ اٹھتے ہوئے دیکھی ہے،
میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اس کی راہبری چاہتا ہوں۔
ہاں مبارک ہیں وہ رہروان منزل، جو اس کے پیچھے چلیں اور راہ
پائیں۔ کیسی بلند و بالا ہے وہ آگ جس کی چمک دمک تاریکیوں کو روشن
کرتی ہے۔ ہاں یہ چمک جو احمد نوری سے پھوٹ رہی ہے۔ کون احمد
نوری؟ ہدایت کا نور، تقویٰ کا دریا، پاکیزگی کا مہتاب، اللہ تعالیٰ کی
حفاظت ان کی مدد فرمائے!“ (ترجمہ و تفسیر)

شہزادہ عالی وقار کو اپنے شیخ سے ایسی محبت تھی کہ شاعری کی تو حلقہ بھی نوری

رکھا:

داغ دل ہم نے فوری رکھا ہی دیا
درد دل کا فسانہ سنا کر چلے

بلاشبہ جس کو ایسا مرشد ملا ہو وہ اپنی قسمت پر کیوں نہ نازاں ہو اور اس کی تربیت کیوں نہ فروزاں ہو! پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مختلف سلاسل طریقت میں خلافت و اجازت اپنے والد ماجد امام احمد رضا سے حاصل کی۔ ان کی صحبت نے کندن بنادیا اور اس و آل سے بے نیاز کر دیا۔ خود فرماتے ہیں:

”اب نہ وہ خودی جو بے خود بنائے تھی، نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کئے تھی، نہ وہ جوانی کی امنگ، نہ کسی قسم کا کوئی ترنگ“

اور وہ وقت بھی آیا جب امام احمد رضا زنیائے جا رہے ہیں۔ آفتاب عالم تاب غروب ہو رہا ہے اور بے قرار دل دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مگر سلسلہ بیعت بند ہو چکا ہے۔ شہزادگان کو حکم ملتا ہے کہ وہ بیعت کریں۔ گروہ درگروہ سے گسار چلے آرہے ہیں، اور بھر بھر کر جام و سہو لئے جا رہے ہیں:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ حیر مغاں ہے مرد خلیق

ہاں شہزادہ عالی جاہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ والد ماجد نے خود اپنی زندگی میں اپنے سامنے بیعت کرایا۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا اور ایسا چلا کہ ۶۰ برس تک تھمنے میں نہ آیا۔ اور تو اور جب آپ کا وصال ہونے لگا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کلمات بیعت تلقین فرما رہے ہیں مگر سامنے کوئی نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ اور ایک ایک کو بیعت فرما رہے ہیں۔ شاید عالم اجسام کا یہ مرشد کامل عالم ارواح اور عالم جنات میں تھنہ روحوں کو بیعت سے سرفراز فرما رہا تھا۔

وہ عاشق رسول تھا۔ عشق ہی نے اس کی زندگی کو فروزاں کیا۔ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے ایک نئے زاویے سے دیکھا۔ خوب دیکھا اور خوب کہا:

وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
حسین تم ہو، فتنے مٹا کر چلے

اس لئے ہر بہار، بہارِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نظر آ رہی ہے۔ اس لئے کہ ساری بہاروں کی جان یہی بہار ہے۔

زمین و آسمان کی سب بہاریں آپ کا صدقہ

اللہ اللہ! محبت کی ایسی آگن کہ ۱۰ سال کی عمر میں سب دوسری بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طہین کیلئے حاضر ہوئے تو ایک روز غار ثور کی زیارت کیلئے چلے۔ شوق کا یہ عالم کہ پہاڑ پر چڑھے تو چڑھتے ہی چلے گئے۔ جوان و تنومند انسان جو فاصلہ تین گھنٹے میں طے کرتا ہے، آپ نے اڑھائی گھنٹے میں طے کر لیا اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا اور جب گھر واپس تشریف لائے تو چند سیڑھیاں چڑھنا دو بھر ہو گیا۔ بیشک عشق و محبت کے طفیل ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے:

عشق مر اپا یقیں اور یقیں فتح یاب

وہ اتباعِ سنت میں پیش پیش تھے۔ سنت کے سانچے میں خود کو ایسا ڈھالا کہ باید و شاید اس کی ایک ایک ادا ترجمانِ سنت تھی۔ سچے سچے:

ایک غریب جاں بلب ہے۔ عیادت کیلئے قدم اٹھے ہیں کہ اتنے میں خبر آئی کہ گورنر یو۔ پی ملاقات کیلئے حاضر ہو رہا ہے۔ مگر اتباعِ سنت میں جو قدم اٹھ چکے تھے وہ پیچھے نہ ہٹے۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آج تو وہ آ رہا ہے جس کی دید کیلئے اہل دنیا آرزوئیں کرتے ہیں مگر نہیں نہیں ان حضرات کی نظر میں آتے جاتے عہدوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ ان کے مولیٰ نے ان کو وہ عزت دی ہے کہ زمانے کا

کوئی حادثہ اس کو متاثر نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑے عہدیدار اور وزیر بادشاہ کی مسند چھن سکتی ہے مگر ان حضرات کے دامن عصمت پر جو ہاتھ ڈالتا ہے، برباد ہو جاتا ہے۔ سچ ہے عزت اللہ کیلئے، اس کے رسول کیلئے اور مومنین ہی کیلئے ہے۔ آج عالم و صوفی، اہل دول کی طرف پلٹے نظر آتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال ان کو مرعوب کئے دیتا ہے۔

● سلام اس پر جس کی نظریں دو عالم سے بے نیازانہ گزر گئیں عشق و محبت نے اس کو ایسا مست و بے خود کر دیا تھا کہ نہ کسی کی جاہ و حشمت نظروں میں چھٹی تھی اور نہ مال و دولت۔ ان کے والد گرامی نے ان کو اور اپنے تمام وابستگان کو یہ نصیحت کی تھی:

”تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین و حمایت سنت میں جلب منفعت کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔“

اس ہدایت و نصیحت پر ایسا عمل کیا کہ باید و شاید۔ ”متابع غرور“ سے ایسی نظریں پھیریں کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ سنیے سنیے:

رج بیت اللہ سے بمبئی واپسی ہے۔ ایک مرید باصفائے ایک گراں قیمت کا اس نیت سے خریدی کہ بمبئی سے بریلی تک اس میں لے جائے۔ راستہ میں مریدوں اور معتقدوں کو ملاتا جائے اور جب بریلی پہنچے تو یہ کارنڈر کر دے۔ بمبئی سے روانہ ہوئے۔ جاں نثار وفد کا راستے میں زیارت کرتے رہے۔ بریلی پہنچے۔ تکمیل آرزو کا وقت آگیا ہے۔ مرید و فاضل و دوست بستہ کھڑا ہے۔ اپنی کار خدمت اقدس میں نذر گزاراں رہا ہے، مگر ان کی نگاہ کی رفعت کا عالم نہ پوچھئے:

۔ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

وہ حراماں نصیب اپنی کاروائیس لے کر لوٹ رہا ہے۔ مگر حریم جاناں سے محبت لے کر لوٹ رہا ہے۔ جس کی نگاہ میں محبوب سما جائے پھر اور کوئی نہیں سما سکتا۔ ساری آرزوؤں کا حاصل صرف ایک آرزو ہو جاتی ہے:

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو تو سبھی کچھ مل جائے

سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

آن عالم و عامی سبھی کار کے آرزو مند ہیں۔ جس کو دیکھو دنیا کی طرف لپک رہا ہے۔ مگر وہ گریزاں ہے۔ ایک وہ ہیں جن کے پیچھے دنیا بھاگ رہی ہے اور دنیا سے وہ گریزاں ہیں۔

● ہزاروں مسلمانوں اس بہت بلند پر۔

داہنے ہاتھ سے لینا اور کھانا سنت ہے۔ اس سنت سے اب عوام تو عوام خواص بھی غافل نظر آنے لگے ہیں۔ مگر اس کی نگاہ پاک آخر تک سنت ہی کو نکلتی رہی۔ وہ جمال سنت ہی میں محو تھا۔ کوئی خلاف سنت عمل اس کو نہ بھاتا تھا۔ لوگ تعویذ لینے آتے تھے اور تعویذ دیئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک حاجت مند آیا، تعویذ جو عنایت فرمایا، اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ برہم ہو گئے، نصیحت فرمائی، نتیجہ فرمائی۔ پھر جب اس نے داہنا ہاتھ آگے بڑھایا تو تعویذ عنایت فرمایا۔ بظاہر بات معمولی سی ہے مگر سیرت کی پختگی کا حال انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

وقت پر نماز ادا کرنے کا خاص اہتمام فرماتے۔ ریل میں سفر کر رہے ہیں۔ ایک اسٹیشن پر ریل رکتی ہے نیچے اترتے ہیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ نماز شروع کرتے ہیں۔ (یاد رہے کہ آپ کے نزدیک چلتی ریل میں فرض و واجب نماز پڑھنا واجب الاعداء تھا) خضوع و خشوع کا عالم ہے۔ ادھر ریل جا رہی ہے مگر کیا مجال غفلت و اضطراب کا عالم نظر آئے۔ اللہ اللہ:

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے

کچھ نہیں کہلا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

نماز ہوتی رہی، ریل چلی گئی، مگر چلتے چلتے رک گئی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔ جیسے کسی غیبی طاقت نے قدم پکڑ لئے ہوں۔ بیشک من له المولى فله الكل۔ جو موتی کا ہو گیا ہر شے پر اس کی حکمرانی ہے۔ نماز ختم ہوئی ریل واپس لوٹی، مگر روٹنے معذرت کی پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئی۔

نماز کا یہ اہتمام کرنے والا کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے مرید نماز سے غافل ہو جائیں۔ ایک مرید کی نماز قضا ہو گئی۔ جب وہ مجلس میں آیا تو منہ پھیر لیا اور بات تک نہ کی۔ اہل محبت کیلئے یہ معمولی بات نہیں کہ محبوب کے ہم کو کمتر انداز کر کے کسی قسم کی تاخیر روا رکھی جائے۔ نماز ہو تو وقت پر ہو۔ محبت بیدار دہنی چاہیے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج کل پیر و فقیر اور عالموں و عاملوں کے پاس عورتوں کا ہجوم ایک عام سی بات ہے۔ جہاں دیکھئے منہ کھولے چلتی پھرتی اور بیٹھی باتیں کرتی نظر آئیں گی۔ حیا اٹھ گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر شہزادہ امام احمد رضا کی تقویٰ شعاری ملاحظہ کریں:

زمان خانے میں عورتیں زیارت کیلئے حاضر ہیں۔ انتظار ہو رہا ہے۔ جب آپ تشریف لائے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے، آپ نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا: ”نقاب ڈالو، نقاب ڈالو۔“ سب نے نقابیں ڈال لیں۔ اللہ اللہ شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو! آج مسجد و معبد میں، خانقاہوں اور درگاہوں میں ہر جگہ غیر محرم کی جلوہ گری ہے۔ تعویذات لینے، قبروں کی زیارت کرنے غول کے غول چلے آتے ہیں۔ سب دیکھتے ہیں کوئی نہیں کہتا کہ نقاب ڈالو۔ احساس تک جاتا رہا۔

محرمات، معمولات، بن کر رہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

● — سلام ہو اس کی آنکھ کی عصمت پر جس نے غیر محرم کو نہ دیکھا اور اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھا۔

ایسی متبع شریعت اور متبع سنت، ایسی پاک باطن اور پاک نظر شخصیت ہی کو زیب دیتا ہے کہ وہ مسند افتاء پر جلوہ گر ہو۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں عم محترم مولانا حسن رضا خاں کے وصال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام شہزادہ کبیر مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد ہوا اور شہزادہ صغیر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کو یہ خدمت تفویض کی گئی کہ ملک و بیرون ملک سے آنے والے سوالات کیلئے فتوؤں کی تیاری میں جب امام احمد رضا کو حوالے کیلئے کسی عبارت کی ضرورت ہو تو وہ کتاب نکال کر حوالے کی نشاندہی کریں اور امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ہاں

☆ اسی خدمت نے آپ کو مفتی بنایا۔

☆ اسی خدمت نے آپ کو مفتی اعظم بنایا۔

☆ اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا کا دست راست بنایا اور

فتویٰ نویسی کی اجازت کی یہ تقریب ہوئی کہ ایک روز دارالافتاء میں فتویٰ لکھنا تھا۔ سب مفتی اپنی اپنی سوچ میں غلطاں تھے۔ آپ بھی ادھر نکل آئے اور بغیر کوئی کتاب دیکھے اسی وقت فتویٰ لکھ دیا۔ جب امام احمد رضا کو دکھایا گیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔ اس طرح آپ دارالافتاء کے مفتیوں پر سبقت لے گئے اور امام احمد رضا کی طرف سے فتویٰ لکھنے کی باقاعدہ اجازت مل گئی۔ ایک مہر تیار کر کر دی گئی جس پر یہ عبارت کندہ تھی:

”ابوالبرکات محی الدین جیلانی، آل رحمن، عرف مصطفیٰ رضا“

یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء کا ہے جب کہ آپ کی عمر شریف صرف ۱۸ سال تھی۔

آپ دارالافتاء میں مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کے رفیق رہے اور فتویٰ نویسی میں وہ کمال پیدا کیا کہ پھر آپ کی مگرانی میں بیسیوں علماء نے فتویٰ نویسی کی مشق کی اور مفتی بنے۔ آپ کے فتاویٰ

”فتاویٰ مصنفویہ“ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ آپ نے درس و تدریس کی طرف بھی توجہ کی۔ دارالعلوم مظہر اسلام قائم کیا۔ جہاں ہندو بیرون ہند کے طلبہ علم دین حاصل کرتے تھے۔ آپ طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دعوت کرتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے۔ امام احمد رضا بھی طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ خوشی اور تہوار کے موقعوں پر طلبہ کو لذیذ کھانے پکوا کر کھلایا کرتے تھے۔

(۳)

ہمارے علمی اداروں میں یہ محبت و شفقت عنقا ہو گئی۔ اور انگریزی اداروں کی تو بات ہی نہ پوچھئے۔ یہاں طلبہ، اسناد کیلئے، بال تجارت بن کر رہ گئے ہیں۔ پھر طلبہ میں جذبہ اطاعت و محبت بیدار ہو تو کیوں کر ہو۔ شفقت و محبت ختم ہو گئی۔ شفقت عنقا ہو جائے تو محبت بھی عنقا ہو جاتی ہے۔ ہم طلبہ سے محبت مانگتے ہیں۔ مگر محبت تو خود بخود دل سے پھونکتی ہے۔ مانگنے سے نہیں ملتی۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف سے بھی توجہ کی اور بہت سے رسالے اور کتابیں شائع کیں، ہندو بیات میں بھی اور سیاسیات میں بھی۔ امام احمد رضا کے ملفوظات چار حصوں میں مرتب کر کے مجبوروں کو امام احمد رضا کی محفل میں بٹھا دیا۔ فراق میں وصال کا لطف آ گیا۔ جو پڑھتا ہے مجلس رضا کا حظ اٹھاتا ہے اور عالم یہ ہوتا ہے:

ع کھنچی ہے سامنے تصویر یار، کیا کہنا !

سیاسیات سے متعلق مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور امام احمد رضا کے درمیان مراسلت کو ”الطاری الداری“ کے نام سے تین حصوں میں مرتب کر کے موزنیں کیلئے ایک تاریخی دستاویز مہیا کر دی۔ جو پڑھتا ہے ماضی کو اس آئینے میں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ اللہ اللہ! ہم سے پہلے میدان سیاست میں کیا کیا ہو چکا ہے۔

(۴)

شہزادہ امام احمد رضا کی زندگی سراپا حرکت تھی۔ وہ ہر جگہ متحرک نظر آتی ہے۔ ابتداء سے لے کر انتہاء تک حرکت ہی حرکت ہے۔ جب:

☆ کفر و اسلام کو یکجا کیا جا رہا تھا،

☆ بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا،

☆ شعائر کفر کو اپنایا جا رہا تھا،

☆ اسلامی شعائر کو مٹایا جا رہا تھا،

☆ ایک نیا دین بنایا جا رہا تھا،

تو وہی تھا جو پہلے ناپائیدار آگے بڑھا۔ اس کو ملامت کی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اسلام کی آبر و پر اپنی عزت و آبر و قربان کر دی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچا لیا۔ طوفانی ہواؤں میں اس نے اسلام کی شمع روشن رکھی۔ بجھانے والوں نے اپنی ہی کوشش کی مگر اس نے تن من و دھن کی بازی لگادی اور بچنے نہ دی۔ شاباش اے ہمت مردانہ! اور جب کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہا اور ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا۔ ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا تو وہی تھا جو سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا۔ وہ ایمان و یقین کا پاسدار تھا۔ وہ تہذیب و ثقافت کا محافظ تھا۔ اس نے ملت کی کشتی کو ڈوبنے نہ دیا۔ اس نے اللہ کے رنگ کو مٹنے نہ دیا۔ وہ انگریزوں کا خیر خواہ نہ تھا۔ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ تھا، وہ مسلمانوں کا غمخوار تھا۔

عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں وہ آگے آگے رہا۔ وہ بریلی میں قائم ہونے والی ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ اور ”جماعت انصار الاسلام“ کا سرگرم رکن رہیں۔ وہ جماعت جس نے مسلمانان عالم اور مسلمانان ہند کی خیر خواہی کیلئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔ ”جماعت انصار الاسلام“ کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں۔ یہ نکات شہزادہ امام احمد رضا کے برادر عم زاد مولانا حسین رضا خاں (ناظم اعلیٰ جماعت

انصار الاسلام) نے شائع فرمائے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ ان کی نظر میں کس قسم کی سیاست محمود تھی اور وہ مسلمانوں کیلئے کیسا درد رکھتے تھے۔ ملاحظہ ہوں:

- ۱ حفاظت مقامات مقدسہ اور مظلومین ترک کی امداد و اعانت
- ۲ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت
- ۳ معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی
- ۴ ترک و عرب اتحاد کیلئے کوشش و سعی
- ۵ خلاف شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ
- ۶ مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا
- ۷ تجارت بڑھانے کیلئے مسلمانوں کو شوق دلانا
- ۸ مسلمانوں کیلئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کیلئے کوشش کرنا

(۵)

الغرض شہزادہ امام احمد رضا نے اپنی زندگی مذہب و ملت کیلئے وقف کر دی تھی۔ وہ ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ انہوں نے تبلیغ و ارشاد کا حق ادا کر دیا۔ ہاں اب وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضری کی تیاری میں مصروف نظر آ رہے ہیں۔ سن شریف ۹۱ برس ہو چکی ہے۔ ضعف و نقاہت کا عالم ہے، مگر معمولات یومیہ میں فرق نہیں۔ وہی عبادت و ریاضت۔ وہی خدمت خلق جو وقت آنا و تو آنا ہی ہے۔ ہاں وہ وقت آ گیا جس کے تصور سے دل کانپتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے:

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

عزیز و اقارب حاضر خدمت میں ہیں۔ جان کنی کا عالم ہے۔ اچانک ارشاد ہوتا

ہے: پڑھو پڑھو حسبن اللہ ونعم الوکیل پڑھو، سب پڑھو۔ ”بیٹھک اپنے بندوں کیلئے اللہ کافی ہے۔“

س ہر جہا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دو کہ تو ہمارا ہے

تمام حاضرین با آواز بلند حسبن اللہ ونعم الوکیل پڑھ رہے ہیں اور آپ بھی پڑھ رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے اس کے حضور حاضر ہو گئے اور جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

س دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں

جا مری جان، جا، خدا حافظ!

اہل محبت اور ارباب وفا کیلئے یہ گھڑی کتنی کٹھن تھی، کچھ نہ پوچھئے۔ ہاں:

س زخم وہ دل پر لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے

اور چاہیں کہ چھپالیں تو چھپائے نہ بنے

۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات رات ایک بج کر چالیس منٹ پر وصال ہوا۔ ہر طرف صفا ماتم بچھ گئی۔ خبر ملتے ہی آنے والوں کا تالہ بندھ گیا۔ جہاز، ریلیں، بسیں، کاریں جس کو دیکھو بریلی کی طرف رواں دواں ہے۔ ایک سیلاب امنڈ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شہر بھر گیا۔ ہر طرف انسان ہی انسان۔ راستے بند، چہرے اداس۔ ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو بعد نماز جمعہ اسلام آباد، بریلی کے میدان میں نماز جنازہ ہونے والی ہے۔ گھر سے جلوس جنازہ چلا۔ تین چار میل تک جاں نثار ہی جاں نثار نظر آرہے ہیں۔ زیب سجادہ کچھو چھو شریف شاہ مختار احمد اشرفی جیلانی قرآنِ اُمت کیلئے موجود ہیں۔ نماز کیلئے صف بندی ہو رہی ہے۔ انسانوں کا ٹٹا ٹٹیاں مارتا ہوا ایک سمندر ہے جو نماز کیلئے حاضر ہے۔ لشکریہ آنکھوں کے ساتھ نماز جنازہ ہوئی۔ جلوس جنازہ والے کوچہ جانائیں کی طرف

چلا اور پھر اس جسم ناز میں کو والد ماجد امام احمد رضا کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا، ہاں:

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا

نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آمین!

ایک مختلط اندازے کے مطابق جلوس جنازہ میں دس لاکھ جاں نثار شریک تھے۔

جو ہندو بیرون ہند سے شرکت کیلئے آئے تھے۔ عالمی حکومتوں کے نمائندے اور سفراء بھی

شریک جنازہ تھے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا تعزیتی پیغام لے کر سفیر پاکستان

حاضر ہوئے اور ہندوستان کے سابق صدر فخر الدین علی احمد کی اہلیہ اہل خانہ کی تعزیت

کیلئے حاضر ہوئیں۔

مسلمان تو مسلمان، غیر مسلموں نے بھی اس سوگ میں حصہ لیا اور سوگواروں کی

ضیافت کی۔ بازاروں میں کڑھاؤ چڑھا دیئے اور صلائے عام دے دی۔ بے دریغ

تواضع کی۔

۱۵ نومبر ۱۹۸۱ء کو فاتحہ سوم ہوئی، جس پر اطراف و اکناف کے لاکھوں مسلمانوں

نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق مجلس فاتحہ میں ایک لاکھ قرآن کریم کا ثواب

دیہ کیا گیا۔

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں

از ما رمیدہ بہ لحد آ رمیدہ

خواب تو خوش کلفت یاراں نہ دیدہ

ان کے لئے آنکھیں روتی ہیں، ان کے لئے دل روتے ہیں، ان کے لئے زمین و آسمان روتے ہیں۔ بے شک عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قیامت گزر گئی، ہاں

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز

پھر رزا وقت سفر یاد آیا

اللہ اللہ! کیسے کیسے اکابر علمائے اہل سنت اٹھ گئے، صد حیف!

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

داغ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ یادگار سلف اور افتخار خلف

تھے۔ وہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے خانوادہ عالیہ کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے

پر دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دادا تھے۔ رجب

۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء میں آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی میں ان کی ولادت ہوئی۔ شہرہ آفاق

مدرسہ عالیہ رام پور اور دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں تعلیم حاصل کی اور وہیں سے انہوں

نے درس نظامیہ سے فارغ ہو کر سند حاصل کی، ان کے اساتذہ میں:

● امام احمد رضا خاں بریلوی ؒ

۱۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱

● — مولانا حامد رضا خاں بریلوی ۱۔

● — مولانا امجد علی اعظمی — اور ۲۔

● — مولانا حسنین رضا خاں بریلوی ۳۔

جیسے اکابر علماء شامل تھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے آپ کو شرح جامی کا خطبہ پڑھایا تھا۔ یہی خطبہ مناظر اسلام، محدث کبیر مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ نے آپ سے پڑھا اور بہت سے علماء نے بھی پڑھا۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں مدرس ہوئے۔ اس دارالعلوم میں وہ نائب مہتمم اور مہتمم بھی رہے۔ اس کے علاوہ وہ جامعہ نظامیہ، حیدر آباد، دکن اور الہ آباد یونیورسٹی کے محقق بھی رہے۔ انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ شروع کرایا۔ ۱۳۱ھ/ ۱۹۵۱ء میں وہ پاکستان تشریف لائے، کراچی رہے پھر ۱۳۲ھ/ ۱۹۵۲ء میں پیر جوگوشہ (خیر پور، سندھ) چلے گئے، جہاں ۱۹۵۳ء ہی میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا جس کے وہ پہلے شیخ الحدیث ہوئے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ سندھ کے مشہور بزرگ پیر پگازانے بھی آپ سے علمی استفادہ کیا۔ وہ آپ کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ نے ساٹھ سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور ایک عالم کو میراب کیا۔ حق یہ ہے کہ جس نے اتنے طویل عرصے دین کی خدمت کی اس نے دنیا و آخرت میں سب کچھ کمالیا اور ایک ایسی کھیتی لگا دی جو ہمیشہ ہمیشہ بری بھری رہے گے اور اس کے ثمرات سے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ!

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں:

● — مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی — ڈیرہ، جنوبی افریقہ ۴۔

۱۔ م۔ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۳ء بمقام بریلی شریف

۲۔ م۔ ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء بمقام سہی

۳۔ ۵ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ/ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۱ء بمقام بریلی شریف

۴۔ ہائی سٹی رضوی سوسائٹی انٹر کالج، مارش

- مفتی رجب علی — مفتی ریاست نان پارہ، بھارت
- مفتی اعجاز ولی خاں — شیخ الحدیث، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
- مفتی محمد رحیم سکندری شیخ الحدیث، جامعہ راشدیہ پیر جوگٹھ سندھ،
(مترجم کنز الایمان سندھی)

وغیرہ شامل ہیں۔ بکثرت تلامذہ پاک و ہند کے طول و عرض اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت تھے لیکن چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل تھیں۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے فرزند معنوی تھے تو ان کے فرزند اکبر حضرت حجۃ الاسلام کے فرزند نبی (داماد) بھی، خانوادہ امام احمد رضا سے یہ روحانی، علمی اور نبی نبیہیں کچھ کم نہ تھیں۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے ملک میں چلنے والی مختلف تحریکوں میں حصہ لیا چنانچہ انہوں نے آل انڈیائی کانفرنس، مراد آباد تحریک، پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ وغیرہ میں بھرپور حصہ لیا اور ۱۶-۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ہونے والی کل پاکستان سنی کانفرنس (منعقدہ ملتان) کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی واحد کانفرنس تھی۔ پاکستان کی تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی۔ اہل سنت کا ایک ٹھکانہ بن رہا تھا جو اسقدر تھا جس نے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد تھا۔ وہ سچے عاشق رسول تھے۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں انہوں نے ہندوستان سے پہلے حج کیا۔ پھر ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں پاکستان سے دوسرا حج کیا۔ اس کے بعد ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں تیسرا حج کیا اور ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء سے برابر بارہ سال تک رمضان المبارک میں عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ آپ نے بغداد شریف،

کر بلائے معلیٰ، نجف اشرف وغیرہ کی بھی زیارت کی ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد، خلفاء اور تلامذہ کا فقیر کے والد ماجد حضرت مفتی علامہ شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ شاہی امام و خطیب مسجد فتح پوری، دہلی^۱ سے خاص تعلق اور انس تھا۔ اسی نسبت و محبت کی وجہ سے حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ متعدد بار حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے جیسا کہ وہ فقیر سے خود فرماتے تھے مگر فقیر ۱۹۷۳ء تک حضرت علامہ علیہ الرحمہ سے متعارف نہ تھا۔ البتہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ سے ۱۹۵۳ء سے تعارف تھا۔ وہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں شیخ الحدیث تھے۔ ان سے داتا دربار میں ملاقات ہوتی تھی۔ اس زمانے میں فقیر حیدر آباد، سندھ میں مقیم تھا، لاہور آنا چاہتا رہتا تھا۔

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ سے پہلی ملاقات کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۷۳ء کے لگ بھگ فقیر کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے آثار علمیہ پر مشتمل حضرت علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی تالیف ”المجمل المعداد للالیفات المجدد“ کی سخت ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ ایک مطبوعہ پرانے حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے پاس ہے۔ فقیر نے خط لکھا چند روز کے بعد غریب خانے پر ایک سادہ لباس بزرگ تشریف لائے۔ ایک گھنٹے تک مکان تلاش کرتے رہے، پسینہ پسینہ ہو گئے، ان بزرگ نے جب اپنا تعارف کرایا تو معلوم ہوا کہ یہی بزرگ حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں تھے۔ فقیر نادم و شرمسار ہوا کہ حضرت علامہ کتاب لے کر خود غریب خانے پر تشریف لائے اور فقیر کو سرفراز فرمایا۔ یہ تھی ان کی بے مثال شفقت اور علم پروری۔

۱۔ یادگار سلف، مجلہ امام رضا کانفرنس، کراچی، شمارہ ۱۹۸۸ء

۲۔ ۱۳ اشعبان المعظم ۱۳۵۶ھ / ۲۸ نومبر ۱۹۳۶ء بمقام دہلی

حضرت علامہ علیہ الرحمہ سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد ملاقاتیں ہوتی رہیں، حضرت علامہ نے ازراہ کرم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے چالیس پچاس مطبوعہ رسائل بھی مستعار عنایت فرمائے اور ایک قدیم مطبوعہ نسخہ ”دوامیخ الحمیر“ کا بھی عطا فرمایا۔ یہ نہایت اہم تاریخی اور سیاسی دستاویز ہے جس سے علمائے اہل سنت کی مساعی جلیلہ کی تفصیلات کا علم ہوتا ہے۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نہایت بے نفس انسان تھے۔ ایک مرتبہ بغداد شریف سے کراچی آئے، اخبار میں حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے عرس شریف کی خبر پڑھی جو اسی روز منعقد ہو رہا تھا، آرام باغ کی جامع مسجد میں اچانک آپ آتے ہوئے نظر آئے، فقیر کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ عرض کیا:

”کہاں سے تشریف لارہے ہیں!“

فرمایا:

”آج ہی آیا ہوں، اخبار میں عرس کی خبر پڑھی، حاضر ہو گیا۔“

اللہ اللہ! یہ حضرات کیسے بے نفس اور مخلص تھے۔ دعوت کے تکلف سے

بے نیاز۔

انتقال سے ایک دو سال قبل بیمار ہوئے، ہسپتال میں داخل تھے، ایک نہایت نازک اور خطرناک آپریشن ہونے والا تھا۔ فقیر عیادت کے لئے حاضر ہوا تو بالکل مطمئن اور خوش باش جیسے زندگی ان کی زندگی نہ تھی زندگی دینے والے کی تھی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم زندگی مستعار کو اپنی سمجھ لیتے ہیں اسی لئے پریشان رہتے ہیں۔

حضرت علامہ کی طبیعت میں ظرافت تھی، ایک روز مدینہ پہنچ گئے، کراچی میں تشریف لائے۔ فقیر بیٹھا ہوا تھا، حضرت علامہ گرمی کی وجہ سے پسینے میں نہا رہے تھے۔ فقیر سے فرمانے لگے:

”ماء اللحم نکل رہا ہے۔“

فرماتے:

”آپ کوشش کریں، فقیر نے بھی پوری پوری کوشش کی مگر خدا کو منظور نہ تھا، کامیابی نہ ہو سکی۔“

ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک رسالہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر بھی لکھا تھا جس کا عنوان تھا:

”اطائب النہانی فی مجدد الف ثانی“ (۱۳۶۵ھ)۔

آپ کے فضائل و خصائل کیا بیان کئے جائیں آپ بلند پایہ مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ شہرت و ناموری اور صلہ و ستائش سے بے نیاز، خدمت دین میں سرشار، سادہ گفتار، سادہ لباس، مختلفہ مزاج، سراپا شفقت و کرم، اہم دوست، محبت نواز، بے نفس و بے تکلف، سراپا اخلاص، مرنجاں مرنج، صاف دل و صاف گو۔ کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے؟۔ وہ صفات حسنہ کا ایک حسین گلدستہ تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا کبھی نہ اکتاتا، خوش رہتے اور خوش رکھتے، مصائب کو خندہ پیشانی سے سہنا کوئی ان سے سیکھے۔ ایسے عظیم انسان کا اٹھ جانا کوئی معمولی نہ تھا ان کی جدائی ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔

ع اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

ان اللہ وانا الیہ راجعون ادنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی، آنکھیں اشکبار، دل فگار، نماز جنازہ جامع مسجد آرام باغ، کراچی میں حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ پھر دسویں دن ۲۳ فروری کو پیر جو گوٹھ (خیر پور، سندھ) میں نماز جنازہ ہوئی۔ جہاں آپ نے اپنی زندگی کے آخری ۳۶ سال گزارے تھے۔ شہر میں سارا کاروبار اور دکانیں بند ہو گئیں۔ لوگ نماز جنازہ کے لئے امنڈ پڑے، نماز جنازہ حضرت علامہ مفتی محمد رحیم سکندری مدظلہ العالی نے پڑھائی اور

جسد اطہر کو آخری آرام گاہ میں اتار دیا گیا۔

۷۔ مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا

نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات پر علماء و مشائخ کے علاوہ وزیراعظم پاکستان، وزراء اسمبلی کے ممبروں اور علماء دین نے تعزیتی بیانات جاری کئے۔ اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں مثلاً اخبار جنگ، مشرق، نوائے وقت، امن، ڈان اور مارننگ نیوز وغیرہ۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ تو پہلے ہی وصال فرما چکی تھیں، بہن بھائیوں میں صرف دو کنکیش سوگوار ہیں، اولاد میں کوئی نہیں، ہاں ان کے بے شمار تلامذہ ان کی معنوی اولاد ہیں۔ ساٹھ سال کے طویل عرصے میں جن کی آپ تربیت فرماتے رہے حضرت علامہ علیہ الرحمہ باو بہاری کی طرح آئے، کلیاں چنگیں، پھول کھلے، پھر وہ چلے گئے۔

نہ بچو ستم دریں بستان سرا دل
ز بند این و آں آزادہ رستم
چو باد صبح گردیم دے چند
گلاں را آب و رنگ دادہ رستم ۱

سید محمد محدث کچھوچھوی

سید محمد محدث کچھوچھوی (م۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۱ء) امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) کے شاگرد رشید تھے، محبوب و محترم شاگرد کیونکہ خاندان سادات سے تھے اور سادات کا احترام خاندان رضویہ کی نشانی ہے۔

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ ۱۵ ارڈی قعدہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۳ء میں جاس (رائے بریلی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد عبدالباری فرنگی محلی (م۔ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء) مفتی لطف اللہ علی گڑھی (م۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۶ء) مولانا عبدالمتین بدایونی (م۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) وغیرہ افانسل سے منقولات و معقولات کی تحصیل کی، اپنے حقیقی ماموں مولانا شاہ احمد اشرف اشرفی البیلانی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء) سے بیعت ہوئے اور تکمیل سلوک فرمائی، پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے، چار پانچ حج کئے اور زیارات حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، آپ کی تصانیف میں کئی کتب و رسائل ہیں۔ آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی زندگی ہی میں ترجمہ قرآن کریم شروع کر دیا تھا، ترجمے کو دیکھ کر امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:-

”شہزادے اردو میں قرآن لکھ رہے ہو؟“

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی کی۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس میں بالاتفاق صدر عمومی منتخب کئے گئے۔

۱۔ تعلیمات کے لئے مطالعہ کریں:

(ا) پروفسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، تحریک آزادی اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

(ب) محمد جلال الدین قادری، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۳۹ء-۱۹۴۶ء) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء

(ج) محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، لاہور

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے تاحیات صدر اعلیٰ رہے۔ ۱۷۱۱ھ/۱۷۹۳ء کو لکھنؤ میں انتقال فرمایا اور کچھوچھو شریف میں مدفون ہوئے، فرزند جلال خلیب ابلسنت سید محمد دینی میاں دامت برکاتہم العالیہ آپ کے جانشین ہوئے۔ راقم نے ۱۹۴۰ء اور ۱۹۵۳ء کے درمیان حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی کی کئی بار زیارت کی ہے۔ عوامی جلسوں میں، نجی محفلوں اور دعوتوں میں دہلی اور بہاولپور میں کئی بار زیارت ہوئی۔ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) سے دیرینہ مراسم تھے۔ حضرت مدوح ہمارے ہاں مسجد فتح پوری، دہلی میں منعقد ہونے والی ۱۲ ربیع الاول شریف کی محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کبھی کبھی تشریف لاتے اور اسی ماہ مبارک میں فراش خانہ، دہلی کے باہر منعقد ہونے والی سہ روزہ محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت فرماتے۔ یہ محافل مبارک حکیم محمد تقی مرحوم اور حکیم مصباح الدین منعقد کیا کرتے تھے۔

جب کبھی دہلی تشریف لاتے، حضرت والد ماجد کے معتقد خاص حکیم معین الدین مرحوم اپنے ہاں مدعو کرتے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اور برادران گرامی کے ساتھ فقیر بھی شریک دعوت ہوتا۔ حکیم صاحب مرحوم سری بڑی لذیذ پکوا یا کرتے تھے۔ لذت میں ان کا خلوص بھی شامل ہوتا جو لذت کو دوبا لا کرتا۔ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے حضرت محدث کچھوچھوی کی مراسلت بھی تھی۔ ان کے مکاتیب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت والد ماجد سے کیسی الفت و محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے صاحبزادگان، خلفاء و تلامذہ

۱۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، فصل آباد ۱۹۷۷ء، صفحہ ۲۳، ملخصاً

۲۔ پروفیسر اکبر محمد مسعود احمد: حیات مظہری، کراچی ۱۹۷۷ء

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوں گیں !
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوں گیں !

حضرت شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی فقیر سے بہت محبت فرماتے تھے، ان کے والد ماجد مولانا محمد حبیب اللہ میرٹھی امام احمد رضا کے خلیفہ تھے، حضرت شاہ صاحب کے پاس امام احمد رضا بریلوی کے کئی مکاتیب گرامی محفوظ تھے، جو موصوف نے انتقال سے کئی سال قبل فقیر کو عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پاک کو نور سے بھر دے۔ آمین !
حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے ذکر سے اکابرین کے نورانی چہرے ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے آ گئے۔ اللہ اکبر! کیا زمانہ تھا کہ گزر گیا۔

فروغِ شمعِ توفائے رہے گا بروزِ عشرتیک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے !

آپ کے جانشین، خطیب اہلسنت علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ العالی ہیں جن کو دیکھا تو نہیں مگر وہ راقم سے غائبانہ محبت فرماتے ہیں، بن دیکھے کرم فرماتے ہیں شاید حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی ثوبو ان میں ہو، مولائے کریم آپ کو سلامت باکرامت رکھے اور آپ کا فیض جاری و ساری رہے۔ آمین !

قرآن کریم کا ”ترجمہ معارف القرآن“ اسی صاحب جلال و جمال شخصیت کی حسین یادگار ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اس ترجمے کا نمونہ ملاحظہ فرما کر فاضل مترجم کو داد دی تھی اس ترجمے کا آغاز امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی وفات (۱۹۲۱ء) سے قبل ہو چکا تھا اور اتمام جیسا کہ مطبوعہ ”معارف القرآن“ کے سرورق سے ظاہر ہے ۱۹۲۴ء میں ہوا تقریباً اٹھابیس (۲۸) برس میں یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ فاضل مترجم علیہ الرحمہ، امام احمد رضا محدث علیہ الرحمہ کے محبوب شاگرد تھے، صحبت

۱۔ ماہنامہ آستانہ کراچی (محدث اعظم نمبر) شمارہ جنوری ۱۹۹۶ء

۲۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۲۳۵

سے سرفراز ہوئے تھے علمی فیض پایا تھا، وہی فیض اس ترجمے میں قدم قدم پر جھلک رہا ہے پھر فاضل مترجم کے اجداد کے فیض و کرم نے اور خود مترجم کی ذہانت و فطانت اور بصیرت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ ”معارف القرآن“ ان تراجم میں بعض حیثیات سے نہایت ممتاز ہے جو براہ راست قرآن حکیم سے کئے گئے ہیں۔ ترجمہ خود بول رہا ہے کہ میں ترجموں کا ترجمہ نہیں، میں قرآن حکیم کا ترجمہ ہوں۔ بلاشبہ ”معارف القرآن“ بہت سی خوبیوں سے مالا مال ہے۔

www.dawateislami.net

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

علامہ محمد ظفر الدین رضوی (م۔ ۱۳۵۲ھ/۱۹۶۲ء) پاک و ہند کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ”حیات اعلیٰ حضرت“ کے مؤلف مولانا ظفر الدین بہاری ہندوستان کے مشہور و معروف دانشور ڈاکٹر مختار الدین آرزو (سابق صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے والد ماجد اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے ایک مکتوب (محررہ ۱۵ شعبان ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء) بنام خلیفہ تاج الدین میں مولانا ظفر الدین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مکرمی مولانا ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور بجاں عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ مظفر اسلام میں مدرس ہیں اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں۔“ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲۴۴)

آپ کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ تک پہنچتا ہے۔ آپ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۰ء کو موضع رسول پور -مجر، (ضلع پٹنہ، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ شوال ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ (موضع بین، پٹنہ) میں داخل ہوئے اور متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم حنفیہ (بخشی محلہ، پٹنہ) میں چلے گئے، یہاں استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی (م۔ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) کے شاگرد اور شاہ فضل الرحمن خجندیہ مراد آبادی (م۔ ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) کے خلیفہ شیخ الحدیث علامہ وحی احمد محدث سورتی (م۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) صدر مدرس تھے۔ فاضل رضوی یہاں ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء تک تعلیم حاصل کرتے رہے پھر ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں کانپور جا کر مولانا احمد حسن کانپوری (م۔ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) سے

علوم و فنون کی امہات الکتب کا درس لیا، ان کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ کانپور سے پھر علامہ وصی احمد محدث سورتی کی خدمت میں پہلی بھیت حاضر ہوئے جو پہلے ہی یہاں تشریف لا چکے تھے۔ یہاں فاضل رضوی ان کے درس حدیث میں شریک رہے اور حدیث پاک کی سماعت و قراءت کی۔

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء میں فاضل رضوی بریلی میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (م۔ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ عرصے مدرسہ مصباح الجہدیب، بریلی میں پڑھتے رہے اور دارالافتاء رضویہ میں مشق افتاء کرتے رہے۔ پھر جب ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں دارالعلوم مظفر اسلام، بریلی قائم ہوا تو فاضل رضوی اس کے پہلے طالب علم ہوئے اور فاضل بریلوی سے بخاری شریف اور مسلم شریف از اول تا آخر پڑھیں۔ اس کے علاوہ اقلیدس کے چھ مقالے، تشریح تشریح الافلاک، شرح جہنمی (مکمل)، علم توقیت، علم جفر، علم تکمیر وغیرہ کی بھی تحصیل کی۔ اور تصوف میں ”عوارف المعارف“ اور ”رسالہ قشیریہ“ بھی پڑھا۔ فاضل رضوی کو علم توقیت میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م۔ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۶۶ء) بھی اس کے معترف تھے۔ فن حدیث میں ان کی مہارت پر کتاب ”جامع الرضوی“ شاہ عادل ہے۔ وہ ممتاز معلم و مقرر اور محقق و مصنف تھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے محبوب شاگرد اور محبوب معین و مددگار تھے۔ لائق اور قابل استادوں سے پڑھا۔

فاضل رضوی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں دارالعلوم مظفر اسلام، بریلی سے فارغ ہوئے اور دستار فضیلت حاصل کی۔ وہ فتویٰ نویسی میں فاضل بریلوی کے معین بھی رہے۔ سلسلہ قادریہ میں فاضل بریلوی سے محرم الحرام ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۳ء میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد فاضل رضوی مختلف مدرسوں میں بحیثیت اذکتوب، ناظم مدرسہ اعلیٰ الکوثر، اسرار (مہارت)

مدرس اور صدر مدرس پڑھاتے رہے۔ وہ سب سے پہلے دارالعلوم مظفر اسلام، بریلی میں مدرس ہوئے۔ پھر فاضل بریلوی کے ایماء پر جامع مسجد شملہ (بھارت) میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۱۲ء میں الفریبا آ رہ چلے گئے، سال بھر بعد مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں استاد تفسیر و حدیث مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۶ء کے اواخر میں خانقاہ کبیرہ (سہرام) میں بحیثیت صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۱ء میں جب مدرسہ شمس الہدیٰ حکومت کے زیر اثر آیا تو فاضل رضوی یہاں بلائے گئے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں سہرام میں منتقل ہو کر مدرسہ شمس الہدیٰ میں آ گئے اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ حدیث، فقہ اور ہیماۃ میں ان کا درس دور و نزدیک مشہور ہوا۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء میں وہ مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل ہو گئے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ریٹائر ہو گئے۔

مختلف مدارس عالیہ میں خدمات، اور ان کی زندگی دور جدید کے استادوں اور محققوں کے لیے نمونہ ہے۔ علم ہیماۃ اور علم توقیت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد وہی مرجع بنے۔

۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء سے ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء تک فاضل رضوی، ظفر منزل شاہ گنج، پٹنہ میں مقیم رہے۔ ۲۹ شوال ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء کو کلتیہار میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کے صدر مدرس ہوئے۔ ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۰ء میں علالت کی وجہ سے واپس ظفر منزل، پٹنہ آ گئے۔ ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو شب دوشنبہ انتقال فرمایا۔ ”فاضل بہار“ آپ کا مادہ تاریخ وفات ہے۔ مزار مبارک محلہ شاہ گنج، پٹنہ (بھارت) میں ہے۔ نرینہ اولاد میں اس وقت پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو یادگار ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ عرصہ دراز تک مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں صدر شعبہ عربی اور ڈین رہے۔ آج کل جامعہ اردو، علی گڑھ میں نائب شیخ الجامعہ ہیں۔

ارکھوب نام دیر سہ ماہی الکوثر، سہرام (بھارت)

فاضل رضوی کی تصانیف کی تعداد ۷۰ سے زیادہ ہے۔ صحیح البہاری ان کی تصانیف میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔ جس کی دوسری مطبوعہ جلدوں میں طہارت اور صلوٰۃ سے متعلق تقریباً دس ہزار احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ”حیات اعلیٰ حضرت“ بھی ان کی ممتاز تصانیف میں ہے۔ جس کی پہلی جلد عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے۔ دوسری و تیسری جلدیں (جوڈاکٹر مختار الدین آرزو کے پاس محفوظ ہیں) سنا ہے کہ ہندوستان سے شائع ہونے والی ہیں۔ اس کتاب کو اگر جدید سوانحی اصول کے تحت مدقن کیا جائے تو اس کی اہمیت دو چہتر ہو جائے گی۔ ایچند ایک کتب یہ ہیں:-

۱. مجمل المحدثات لکھنؤ (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)
۲. الجواہر الیوانیت (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)
۳. مؤذن الاوقات (۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء)
۴. اعلام الاعلام باحوال عرب قبل الاسلام (۱۳۳۶ھ/۱۹۲۲ء)
۵. نہایۃ المنتہی شرح ہدایۃ المبتدی (۱۳۳۳ھ/۱۹۲۳ء)
۶. الاقادات الرضویہ (۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء)
۷. صحیح البہاری (۱۳۳۵ھ/۱۹۲۵ء)
۸. تسہیل الوصول الی علم الاصول (۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)
۹. نافع البشر فی فتاویٰ الظفر (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)
۱۰. الانوار اللامعہ من الشمس البازغہ (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)
۱۱. الفوائد التامہ فی اجوبۃ الامور العامہ (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)
۱۲. تحفۃ العظماء فی فضل العلماء (۱۳۶۵ھ/۱۹۳۶ء)
۱۳. حیات اعلیٰ حضرت (مظہر المناقب) ۱۹۳۸ء۔ چار مجلدات

۱۔ مکتوب عام مدیر سہ ماہی الکواثر، بہرام (بھارت)

- ۱۳۔ زیج الایمانی (۱۳۵۳ھ/۱۹۳۶ء)
- ۱۵۔ دلچسپ مکالمہ (۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء)
- ۱۶۔ نصرة الامحاب باقسام ایصال ثواب (۱۳۳۵ھ/۱۹۱۳ء)
- ۱۷۔ تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)
- ۱۸۔ سدا القرار لمہاجری بہار (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء) ۱۔

ماخذ و مراجع

- ۱۔ حسن رضا اعظمی، ڈاکٹر: فقہیہ الاسلام، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۸-۲۴۳
- ۲۔ عبد المجتبیٰ رضوی، مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ بنارس ۱۹۹۰ء، ص ۳۶۱
- ۳۔ محمد ظفر الدین بہاری، علامہ: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی ص ۲۲۳
- ۴۔ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۳، ۱۱۹
- ۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۹۳
- ۶۔ مجلہ معارف رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء، ص ۲۴۷-۲۴۳

عبدالباقی مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

جد امجد:

مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی، متوفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۹ء

والد ماجد:

مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری، متوفی ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء

ولادت:

۳۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء بمقام جبل پور (مدھیہ پریش، بھارت)

ابتدائی تعلیم:

مدرسہ برہانیہ، جبل پور میں فارسی عم محترم قاری بشیر الدین سے پڑھی، منقولات و معقولات کی تحصیل والد ماجد مولانا شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات:

ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار بمبئی میں شرف نیاز حاصل کیا۔

بریلی شریف حاضری:

شوال ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں امام احمد رضا کے ارشادات قلمبند کئے، دارالعلوم مظہر اسلام میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے، آپ کے ہم درس رفقاء میں مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں اور مولانا امجد علی اعظمی قابل ذکر ہیں، کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

تحصیل علم توقیت:

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے تو وہاں ان سے علم توقیت کی تحصیل کی، امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

دستار فضیلت و سند اجازت و خلافت:

۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۴۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

تحریک ترک موالات:

۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بریلی میں تشریف لے گئے، ابوالکلام آزاد سے دونوں باتیں کیں۔

تحریک پاکستان:

۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جدوجہد کی، قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

دولت کدہ:

جبل پور مدھیہ پردیش، بھارت میں آپ کی ولادت ہوئی، بحمد اللہ تعالیٰ حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ برس سے متجاوز ہے، تبلیغ و ارشاد فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے مشاغل علمیہ و روحانیہ ہیں۔

تصانیف:

تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں:

۱۔ جب یہ سوانحی مقالہ لکھا گیا جب حیات ۱۳۵۵ھ/۱۹۸۵ء میں وصال فرمایا۔

- ۱ اجلال الحقین بہتدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ مکتبہ
- ۲ سید الصلوات عن جبل الہدعات (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) مطبوعہ الہ آباد
- ۳ البرہان الاعلیٰ فی تقبیل الماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)
- ۴ الاحلال لشہادات رویۃ الہدال (مطبوعہ)
- ۵ روح الورد حاشیہ علی سوالات ہر دا (مطبوعہ)

اولاد:

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیاں راقم کے علم میں ہیں:

- ۱ مولانا انوار احمد، کراچی
- ۲ حکیم مولوی محمود احمد (جنبل پور)
- ۳ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جنبل پور)
- ۴ عالیہ صدیقہ (زویہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)
- ۵ جوہرۃ النیرہ (زویہ جناب محمد فاروق شریف)



برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی سلامی، جنبل پوری علیہ الرحمہ ۳۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء کو جنبل پور (مدھیہ پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۵/۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء کو جنبل پوری میں وصال فرمایا۔ آپ نے اپنی ۹۵ سالہ طویل زندگی اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت میں گزاری۔ آپ کے جد امجد حضرت مولانا عبدالکریم حیدر آبادی علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے مخبرین و مخلصین میں تھے۔ والد ماجد حضرت عیدالاسلام مولانا عبدالسلام قادری رضوی جنبل پوری علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے اجلہ خلفاء میں تھے۔ آپ کے بھائی مولانا قاری بشیر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ بھی امام احمد رضا کے خلفاء میں تھے۔ اور خود حضرت مولانا عبدالباقی مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے تلمیذ رشید تھے۔

آپ ہی سے بیعت تھے اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ غالباً یہ امتیاز صرف آپ کے خاندان کو حاصل ہے کہ آپ کے خاندان کی تین جلیل القدر شخصیات کو امام احمد رضا سے خلافت حاصل تھی اور آپ کے خاندان کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر آپ کے پہلے خلیفہ حضرت عید الاسلام مولانا عبدالسلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے۔ جبکہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجت الاسلام مولانا محمد حاندرضا خاں قادری رضوی کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ ہوئے اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں آپ کے آخری خلیفہ ہوئے۔ امام احمد رضا نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کو ۲۵ علوم و فنون اور گیارہ مسائل اربعہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حضرت برہان ملت چار سال تک امام احمد رضا کی صحبت میں رہے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ سے امام احمد رضا کو جو قلبی اور روحانی تعلق تھا، اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل القاب سے ہوتا ہے، جو امام احمد رضا نے ان کے نام اپنے مکاتیب گرامی میں تحریر فرمائے:

(۱)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی
المجد والکرم والفضل الاتم احسن الیشم حامی السنن
ماحی الفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب
قادری ہر کاتی دامت برکاتہم (۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ)

(۲)

بملاحظہ گرامی جناب مولانا المکرم المعظم
المفخم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ ذی
الفضائل القدسیہ والفواضل الانسیہ قانع الرذائل

الانسیہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب
قادر برکاتی دامت برکاتہم (۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ)

(۳)

بگرامی ملاحظہ صاحب القواضل القدسیہ والفضائل
الانسیہ حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ مولانا
مولوی حافظ محمد عبدالسلام دامت فضائلہم
(۲۳ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ)

(۴)

بشرف ملاحظہ مولانا محمد باقر ذی المجد
والفضل والکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
جامع الفضائل القدسیہ قانع الرذائل الانسیہ عضدی
وانسی وبہجۃ نفسی جناب مولانا مولوی محمد
عبدالسلام صاحب ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم واعلیٰ فی
الدارین درجاتہم امین (۱۴ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ)

(۵)

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب
دامت معالیہ وبرکات ایاہہ ولالیہ آمین، بملاحظہ عالیہ
کامل النصاب جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن
زین الزمن عید الاسلام عبدالسلام!
(۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

(۶)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المجل المفخم ذی

المجدد الاثم والکرم الاعم وحسن الشیم والعلم حامی
السنن السنیه ماحی الفتن الدنیه عید الاسلام مولانا
مولوی محمد عید السلام صاحب ادام اللہ تعالیٰ معالیہ و
بارک ایامہ و لیالیہ و اوصلہ من کل شرف عوالیہ و حفظ
اولاد و احبابہ و موالیہ، امین! (۳۰/ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ)

(۷)

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عید السلام
صاحب سلمہ السلام بالعز و الاکرام بہ سامی ملاحظہ
مولانا المکرم ذی المجدد انکرم، حامی السنن السنیه،
ماحی فتن الدنیه السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(۱۳/ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

(۸)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجدد الکرم حامی
سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی شاہ عبدالسلام
صاحب عید السلام دامت برکاتہم
(۱۹/ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

بنام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ

(۱)

نور حلقہ الفضال، نور حلقہ کمال، عزیز بجان، سعادت
نشان، مولوی محمد عید الباقی برہان الحق نورہ اللہ
تجلیات النور المطلق (۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ)

۲

ولدی الاعز، راحة روحی وبهجة قلبی، جعله الله تعالیٰ
حق سبحانه برهان الحق المبین، آمین
(یکم شعبان ۱۳۳۷ھ)

۳

نور عینی ودرة زینی جعل کاسمه، برهان الحق

(۱۰ اشوال ۱۳۳۷ھ)

راقم نے آپ کا نام ہی سنا تھا، غائبانہ تعارف تھا۔ نہ ملاقات تھی اور نہ مراسلت
تقریباً ۱۹۷۷ء میں مراسلت کا آغاز ہوا، راقم کی درخواست پر امام احمد رضا کے
حوالے سے حضرت برہان ملت نے اپنی یادداشتیں قلم بند کر کے ارسال فرمائیں اور بعض
قلمی نوادرات کے عکس بھی ارسال فرمائے۔ یہ سارا علمی و تاریخی مواد ”اکرام امام
احمد رضا“ کے عنوان سے راقم نے مرتب کیا۔ جولاء ۱۹۸۸ء میں مرکزی مجلس رضا، لاہور
نے شائع کر دیا۔ ”اکرام امام احمد رضا“ حضرت برہان ملت کے فرزند اکبر حضرت مولانا
انوار احمد قادری رضوی سلامی اور فرزند نبی حضرت مولانا عبدالودود قادری رضوی سلامی
علیہ الرحمہ سے تعارف کا وسیلہ بن گئی۔ ”اکرام امام احمد رضا“ حضرت برہان ملت
کے ملاحظہ سے گزری، آپ نے پسند فرمایا اور راقم کو دعاؤں سے نوازا۔ پھر ۱۹۸۳ء
میں جب پاکستان تشریف لائے تو کراچی میں ملاقات کی سعادت حاصل کی، آپ کے
چہرے پر علمائے حق کا نور دکھار دیکھا۔ آپ کے طفیل آپ کے فرزند ان گرامی
ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی سلامی، ڈاکٹر محمد حامد احمد قادری رضوی سلامی سے تعارف
حاصل ہوا۔

امام احمد رضا چودھویں صدی ہجری کے آسمان علم و دانش کے مایہ ناز عالم تاب

تھے، آپ کے خلفاء و ملائمہ اسی آسمان کی کہکشاں ہیں۔ ہمارے دانشوروں نے نہ مابتساب کو جانا اور نہ کہکشاں کو پہچانا۔ امام احمد رضا اور علماء اہل سنت و جماعت پر تحقیق کی شدید ضرورت ہے۔ ان حضرات نے ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑا ہے۔ اس علمی ذخیرے کو منظم و مربوط طریقے سے منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ کچھ نہیں کر سکتے تو اتنا تو کم از کم کر سکتے ہیں کہ اپنی تاریخ کے ٹکڑے ہوئے اوراق کو یکجا کر دیں۔ ہمارى تاریخ قدیم اخبارات و رسائل اور مخطوطات و مطبوعات میں محفوظ ہے۔ اس کو عالم آشکار کریں اور اقبال کی اس نصیحت پر عمل کریں

مع ضبط کن تاریخ را پائندہ شو

اگر ہمیں زندہ و پائندہ رہنا ہے تو تاریخ کو محفوظ کرنا ہوگا۔ نومی زندگی میں تاریخ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ہم تاریخ کی روشنی میں قدم آگے بڑھا سکتے ہیں، ورنہ ایک قدم بھی چلنا مشکل ہے۔ افسوس! کہ ہم کو ابھی تک اس حقیقت کو کما حقہ احساس نہیں ہوا۔ جس کو کھونے کا احساس ہو جائے وہ پاتا چلا جاتا ہے۔ اور جس کو کھونے کا احساس نہ ہو وہ کھوتا چلا جاتا ہے۔



عالمی جامعات کے محققین اور دانشوروں نے بھی ابھی تک علماء مشائخ اہل سنت کی طرف پوری توجہ نہیں دی اس لئے ان کو ان حضرات کی اصل قدر و منزلت کا اندازہ نہیں۔ ان حضرات کا پوری قوم پر عظیم احسان ہے، انہیں برگزیدہ شخصیات میں حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی ذات گرامی نہایت ممتاز ہے، کم از کم جبل پور یونیورسٹی میں موصوف پر تحقیق ہونی چاہیے تاکہ آپ کی حیات اور عہد کے وہ منتشر اوراق یکجا ہو جائیں جو شاید مستقبل میں معدوم ہو جائیں اور ہم ایک قیمتی خزانے سے محروم ہو جائیں۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم و عارف تھے، وہ مدھیہ پردیش،

بھارت کے مفتی اعظم بھی تھے اور قائد ملت بھی۔ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے، مگر شاعری ان کے بلند مقام سے فروتر تھی، انہوں نے نعت گوئی سے اس کو بلند سے بلند تر کر دیا ہے۔ وہ شعر جب ہی کہتے تھے، جب دل تقاضا کرتا تھا، جب جذبہ آواز دیتا تھا، جب روح پکارتی تھی۔ اس لئے ان کے ہاں آمدنی آمد محسوس ہوتی ہے۔ تاریخ زبان و ادب اردو میں علماء مشائخ کو بہت کم جگہ دی گئی ہے۔ ان حضرات کے لئے یہی سمجھا گیا کہ شعر و ادب سے ان کو کیا علاقہ؟ حالانکہ جذبے کی صداقت انہیں کے ہاں ملے گی۔ ان حضرات کے شعری اور نثری ادب میں ایسے اشعار آبدار اور نثر پارے مل جاتے ہیں جس کو پڑھ کر اہل فن حیران رہ جاتے ہیں۔



حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے ۱۹۱۹ء میں نو عمری کے زمانے سے ہی شعر گوئی کی ابتداء کی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شعر گوئی کی طرف ان کا فطری میلان تھا۔ وہ مسلسل شعر کہتے رہے، شاید یہ سارا ذخیرہ محفوظ نہ رکھا جاسکا۔ ۱۳۳۷ھ تک انہوں نے جو اشعار کہے وہ امام احمد رضا کی نظر سے گزرے اور آپ نے ان کو پسند بھی فرمایا۔ اس کے بعد آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی نظر سے گزرے۔ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے ۱۳۵۴ھ تک جو نعتیں کہیں وہ صاحبزادہ ڈاکٹر محمود احمد قادر رضوی سلامی کی فرمائش پر مولانا محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی نے جمع کیں۔ پھر صاحبزادہ موصوف نے ان کو مرتب کر کے کتابی شکل دی، یہ مجموعہ ”جذبات برہان“ کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی

مولانا امجد علی اعظمی، مشاہیر اہل سنت میں سے ہیں۔ آپ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، تبحر عالم و مفتی اور حکیم تھے۔

اساتذہ:

☆ مولوی ہدایت اللہ خاں جو پوری

☆ مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ ۸ جمادی الاخرہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۶ء) اور

☆ حکیم عبدالولی نصوی آپ کے اساتذہ رہے۔

☆ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں سند حدیث حاصل کی۔

تدریس و فتاویٰ:

☆ دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں مدرس اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے،

☆ دارالعلوم معینیہ، اجمیر شریف میں کچھ عرصہ درس دیا، اور بڑا نام پیدا کیا۔

☆ اب حبیب الرحمن خاں شیردانی مولانا کی تدریسی مہارت کے معترف تھے۔

انتقال پر ملال:

☆ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء کو بمبئی میں سفر حج کے دوران انتقال فرمایا۔

اولاد و امجاد:

☆ علامہ عید المصطفیٰ ازہری

☆ مولانا ثناء المصطفیٰ

☆ مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی

☆ مولانا رضا المصطفیٰ اعظمی

تصانیف:

☆ آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں ”بہار شریعت“ مشہور ہے۔

☆ مجموعہ فتاویٰ کی چار جلدات آپ سے یادگار ہیں۔ حال ہی میں ”فتاویٰ امجدیہ“ کی جلد اول مطبوعہ الہ آباد سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ طحاوی ج ۱ پر ایک بسیط حاشیہ بھی ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں اس کا فوٹو اسٹیٹ موجود ہے۔

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں بہت سے جامعات کے بانی ہوئے اور اہل سنت میں مشہور و معروف۔

۱۔ حواشی ”اکرام امام احمد رضا“ ص ۷۵-۷۸، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

حواشی ”امام احمد رضا اور عالم اسلام“ ص ۴۷-۴۸، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

نوٹ:- ماہنامہ ”اشرفیہ“ مبارکپور ماہر پانے مارچ ۱۹۹۳ء کے مشترکہ شماروں کا ”صدر الشریعہ نمبر“ شائع کیا ہے۔ مولانا حافظ عطاء الرحمن صاحب (لاہور) نے ”صدر الشریعہ، حیات اور کارنامے“ کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

چند مستیاں ایسی بھی ہیں جو شع کی طرح جلتی ہیں اور چاندنی کی طرح پھیلتی ہیں:

ۛ شع کی طرح جنیں بزم گہر عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو پینا کر دیں

وہ چمکتی ہیں اور ایک عالم کو چمکا جاتی ہیں — بھستی نہیں، بلکہ ایک نئی آب و تاب کے ساتھ پھر طلوع ہوتی ہیں۔

ۛ جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

موت اسی کو مارتی ہے جو موت سے ڈرتا ہے، جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے اس کے لئے زندگی ہی زندگی ہے:

ۛ ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

تو ان نہ مرنے والوں میں — ان زندہ رہنے والوں میں — ان چمک کر، چمکانے والوں میں ایک وہ بھی ہے جس کا نام نامی محمد نعیم الدین تھا اور جو مراد آباد کا رہنے والا تھا مگر سارا عالم اس کا عالم تھا — اس نے مد و پروین پر کند ڈالی — زمانے نے اس کے قدم چومے:

ۛ مہر و مد و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

برصغیر کے گھناٹوپ اندھیرے میں اس نے اسلام کی شمع روشن کی۔ پھر وہ خود شمع بن کر جلنے لگا۔ اس کے دل کی دھڑکنوں میں ملت کا نصیبہ انگڑائیاں لے رہا تھا۔ وہ سوتلوں کو چکار رہا تھا۔ جاگتوں کو گرمار رہا تھا۔ وہ دلوں کو برمار رہا تھا۔ اور پھر جو دیکھا گھٹائیں چھٹ رہی تھیں، اجالا ہو رہا تھا۔ قافلہ منزل پر پہنچ چکا تھا۔ کانٹے چن رہا تھا، پھول ہو رہا تھا۔ مگر وہ قافلہ کو منزل پر چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو رہا تھا۔

دل تو جاتا ہے اس کے کوچہ میں

جا مری جاں ، جا ، خدا حافظ !



صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۱ رصفر ۱۳۰۰ھ/ یکم جنوری ۱۸۸۳ء کو مراد آباد (یو۔ پی۔ بھارت) میں ہوئی۔ ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۰ء میں مدرسہ امدادیہ، مراد آباد سے دستار فضیلت حاصل کی۔ استاد گرامی مولانا شاہ محمد گل رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل اور فاضل اجل تھے، فاضل ممدوح کے عشق و محبت اور علمیت و فتاہت کی ایک جھلک ان کی تالیف:

”ذخیرۃ العقبیٰ فی استنباط مجلس میلاد مصطفیٰ“ (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) میں نظر آتی ہے۔ آپ کا سلسلہ حدیث براہ راست حجاز مقدس سے مربوط ہے، برصغیر پاک و ہند کے دوسرے سلاسل حدیث کے مقابلے میں آپ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

صدرالافاضل ایسے جلیل القدر استاد کے تلمیذ رشید تھے، وہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے، بالخصوص فن حدیث اور علم التوقیت میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ علم طب میں بھی مہارت حاصل تھی اور حکیم شاہ فضل احمد امرہوی سے شرف تلمذ تھا، شاعری میں اپنے

والد ماجد استاذ اشعراء مولانا معین الدین نزہت سے فیض حاصل کیا اور نعیم تخلص فرماتے تھے۔ آپ کا دیوان ”ریاض نعیم“ شائع ہو چکا ہے۔

صدر الافاضل حضرت شاہ محمد گل علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ بیعت کے بعد حضرت شاہ صاحب نے آپ کو حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۵۵ھ) کے سپرد کر دیا۔ صدر الافاضل نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی، آپ ہی کی اجازت سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۲۱ء) سے بھی خلافت و اجازت حاصل کی۔ صدر الافاضل، فاضل بریلوی کے رازدار اور رمزشناس تھے، آپ نے ان کے مشن کو بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور مسلمانان ہند کی سیاسی اور مذہبی امور میں رہنمائی فرمائی۔

۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مراد آباد میں آپ نے مدرسہ انجمن اہلسنت و جماعت کی بنیاد رکھی۔ بعد میں ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں اس مدرسہ کا نام ”جامعہ نعیمیہ“ قرار پایا۔ اس جامعہ کے فیض یافتہ اور صدر الافاضل کے تلامذہ پاک و ہند میں بہت سی جامعات کے بانی، بہت سی کتابوں کے مصنف اور بہت سے رسالوں کے مدیر ہیں، مثلاً یہ حضرات:-
۱ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ (بانی مدرسہ بحر العلوم مخزن عربیہ، کراچی)
آج کل یہ مدرسہ ”دارالعلوم نعیمیہ“ کے نام سے ایک ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔

۲ علامہ ابوالحسنات مولانا محمد احمد قادری علیہ الرحمہ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے وقت اجلاس لاہور میں موجود تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی۔ ۱۹۴۸ء میں تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں سرگرمی سے جدوجہد کی۔ جمعیت

العلماء پاکستان کے پہلے صدر تھے، آپ کی تصانیف میں یہ قابل ذکر ہیں:

☆ تفسیر الحسنات (چھ جلدیں) ☆ ترجمہ کشف المحجوب

☆ شمیم رسالت ☆ فرشتہ رحمت ☆ شرح قصیدہ بردہ شریف

☆ اوراق غم ☆ صبح نور ☆ قراطیں الموعظ

☆ اظہار الاسقام ☆ مظہر الاسرار ☆ البیان

☆ مؤنس الاطباء وغیرہ وغیرہ

۳ ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری (ناظم مرکزی مدرسہ انجمن حزب الاحناف لاہور) آپ ہی کے صاحبزادے علامہ محمود احمد رضوی بخاری شریف کے شارح اور ماہنامہ رضوان، لاہور کے مدیر ہے۔

۴ ابوالخیر مولانا مفتی محمد نور اللہ صاحب (بانی مدرسہ دارالعلوم حنفیہ، بصیر پور اوکاڑہ) آپ ”فتاویٰ نوریہ“ کے مصنف ہیں۔ آپ ہی کی سرپرستی میں یہاں سے ماہنامہ ”نور النجیب“ نکل رہا ہے۔

۵ علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب (دارالعلوم محمدیہ نوشیہ، بھیرہ شریف) آپ کی تفسیر ”نہاء القرآن“ شہرت عام حاصل کر چکی ہے، آپ کی سرپرستی اور ادارت میں پنجاب کا منفرد علمی اور مذہبی مجلہ ”خیائے حرم“ بڑی کامیابی سے نکل رہا ہے۔

۶ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی (بانی جامعہ نعیمیہ، لاہور) آپ کی سرپرستی و ادارت میں ماہنامہ ”عرفات“ نکل رہا ہے۔

۷ مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ آپ کی تالیف ”تفسیر نعیمی“ مقبول و معروف ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں:

☆ علم الحیرات ☆ جاء الحق ☆ شان حبیب الرحمن

☆ سلطنت مصطفیٰ ☆ دیوان سالک ☆ علم القرآن

☆ اسرار الاحکام ☆ مواعد نعیمیہ ☆ فتاویٰ نعیمیہ

☆ نعیم الباری فی شرح البخاری ☆ نور العرفان فی حاشیہ القرآن

☆ امراۃ شرح مشکوٰۃ شریف (آٹھ جلدوں میں) ☆ اسلامی زندگی وغیرہ

راقم الحروف ایام نو عمری میں صدر الافاضل کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور

ان کی تقاریر سنی ہیں۔ صدر الافاضل ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۳ء سے بہت قبل مسجد جامع فتح پوری،

دہلی کی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ۱۲ ربیع الاول کی شب کو ہر سال تقریر

فرماتے تھے، پھر ۱۲ ربیع الاول کو بعد نماز ظہر بھی تقریر فرماتے تھے۔ اس محفل پاک کے

بانی راقم کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۵۶ھ/

۱۹۶۶ء) تھے۔ صدر الافاضل اور آپ کے درمیان نہایت ہی مخلصانہ تعلقات تھے۔

بارہویں شب مبارک کو محفل میلاد میں شرکت فرمانا ہی اس خصوصی تعلق و محبت کی نشاندہی

کرتا ہے۔

صدر الافاضل تبلیغ اسلام اور ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت و

حمایت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے عیسائیوں اور آریوں سے

کامیاب مناظرے فرمائے۔ آپ نے اپنے رسالہ ”السواد الاعظم“ میں بھی ان لوگوں کا

رد کیا، مثلاً پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ کے اسلام اور شارع اسلام

پر اعتراضات کے مسکت و مدلل جواب دیے، مگر تحریر و تقریر میں کسی مقام پر تہذیب

و شانستگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا، اس جذباتی و دور میں یہ خوبی نہایت ہی قابل تحسین

ہے۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے الموژہ، نئی تال، ہمدانی وغیرہ کے پہاڑی علاقوں کا

دورہ کیا، تبلیغ اسلام کے لئے وہاں قیام فرمایا اور ایک رسالہ ”پراچین کال“ تحریر فرمایا جو

غالباً پہاڑی زبان میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہی ہے۔ اشاعت اسلام

کے لیے آپ نے پھیری والوں کے روپ میں اپنے گماشتے بھیجے جنہوں نے گھر گھر جا کر اسلام کو پھیلایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ علماء بالعموم تبلیغ اسلام سے بے خبر تھے، بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کر رہے تھے۔

۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء اور ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے جذباتی دور میں آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں تک اسلام کے سچے پیغام کو پہنچایا اور صدر جمعیۃ العلماء ہند کو ہندو مسلم اتحاد کے خطرات سے آگاہ کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے سے روکا۔ پھر دہلی جا کر مولانا محمد علی جوہر کو سمجھایا، بالآخر وہ ہندو مسلم اتحاد کی دعوت سے دستبردار ہو کر نائب ہو گئے۔ مولانا محمد اطہر نعیمی اپنے والد ماجد تاج العلماء سے اور وہ صدر الافاضل سے روایت کرتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جانے سے قبل مولانا محمد علی جوہر، صدر الافاضل سے ملے آئے، صدر الافاضل نے پھر ہندو مسلم اتحاد کے نتائج و عواقب کی طرف ان کو متوجہ کیا، اس پر انہوں نے فرمایا:

”اگر زندہ رہا تو اس کی تلافی کی کوشش کروں گا۔“

مولانا شوکت علی خود مراد آباد جا کر صدر الافاضل کے دولت کدے پر حاضر ہوئے اور ان کے سامنے ہندو مسلم اتحاد کی حمایت و تائید سے دست کش ہوئے۔ دونوں بھائیوں کو ہندوؤں کی بے وفائی کا شدید احساس تھا۔

گوکل کی تحریک چلائی گئی تو صدر الافاضل نے اس کے مقابلے کے لئے اعظم واکا براہلسنت کو مراد آباد جمع کیا، جہاں ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء میں آل انڈیائی کانفرنس (الجمعیۃ العالیۃ المرکزیه) کی بنیاد رکھی گئی جس کے ناظم اعلیٰ صدر الافاضل منتخب ہوئے اور مستقل صدر حضرت محدث علی پوری، سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ (م۔ ۱۳۶۰ھ/۱۹۵۱ء) منتخب ہوئے۔

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۲ء اور ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء کے درمیان شدھی کی تحریک چلی تو اس کی مدافعت کے لئے صدر الافاضل نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ بریلی میں جماعت رضائے مصطفیٰ قائم کی گئی جس کے تحت اس فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا گیا، صدر الافاضل نے آگرے کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور بالآخر شر و ہاند کے اس فتنے کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں مراد آباد سے ماہنامہ ”السواد الاعظم“ جاری کیا اور اس کے ذریعہ مذہبی اور سیاسی میدانوں میں مسلمانانِ ہند کی رہنمائی فرمائی۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء کے درمیان مولوی ابوالکلام آزاد کے ”البلاغ“ اور ”الہلال“ میں بھی مستقل مضامین لکھتے رہے۔ ”الہلال“ کے قلم کاروں میں شبلی نعمانی، مولانا حسرت موہانی اور سید سلیمان ندوی شامل تھے۔ اس شہرت آپ کے مزمع و موصوفہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پابہ جولاں دیکھئے ۱

چلے اٹھے، اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے (نعیم)

۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس (لندن) میں جب علامہ اقبال نے تقسیمِ ہند کی تجویز پیش کی تو آپ نے اس کی پرزور تائید کی اور اس تجویز کے مخالف ہندو اخبارات و رسائل کا خوب تعاقب فرمایا اور اپنے موقف کی حمایت میں نہایت معقول اور دل نشیں دلائل پیش کیے۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس موقع پر آپ کے تلمیذ رشید مولانا ابوالحسنات محمد احمد علیہ الرحمہ موجود تھے اور جلسہ کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۹۳۶ء میں نواب محمد اسماعیل خاں (صدر یو۔ پی، مسلم لیگ) کے ذریعہ قائد اعظم کو تار دلویا کہ جب تک حکومت برطانیہ پاکستان کے مشرقی اور مغربی علاقے کے درمیان ایک بین الاقوامی آزاد علاقہ تسلیم نہ کر لے، تقسیم کی تجویز منظور نہ کریں۔

۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء میں صدر الافاضل ہی کی کوششوں سے بنارس، بھارت میں آل انڈیائی کانفرنس کے چار روزہ تاریخی اجلاس ہوئے (یعنی ۲۷ مارچ تا ۳۰ مارچ)

اس کانفرنس میں پاک و ہند کے دو ہزار علماء و مشائخ اور ۶۰ ہزار دوسرے حاضرین شریک تھے۔ ”قرارداد پاکستان“ کی حمایت میں جو تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی اس کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں:

”آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔“

مطالبہ پاکستان کی حمایت و اشاعت کے لئے صدر الافاضل نے ہندوستان اور پاکستان کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا، جہاں کہ مراد آباد سے بنگال تک تشریف لے گئے اور وہاں مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی جو آگے چل کر مشرقی پاکستان کی تعمیر و تکمیل میں معین و مددگار ثابت ہوئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مذکورہ بالا اجلاس کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحماد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) کے تاثرات قابل توجہ ہیں۔ مولانا نے موصوف کی ذات تحریک آزادی ہند میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ تحریک خلافت میں علی برادران کے ساتھ رہے۔ تحریک شذھی میں اس کی سخت مزاحمت کی۔ بنگال میں مولوی حسین احمد کے مقابلے میں مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب کرایا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء میں لاہور کے تاریخی اجلاس میں قائد اعظم کے سامنے قرارداد پاکستان کی حمایت میں پرزور تقریر فرمائی۔ ۱۹۴۵ء میں والی وکن اور قائد اعظم کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۴۶ء میں علماء کا وفد حجاز لے گئے اور حکومت سعودیہ کو پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا۔ الغرض انہوں نے تنہا وہ خدمات انجام دیں جو ایک جماعت کے بس کی نہ تھیں۔ ایسا مجاہد جب کوئی بات کہے تو وہ بات معمولی نہیں، بہت وزنی ہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۴۶ء) کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنی چوالیس سالہ قومیات کی زندگی میں صد ہا کانفرنسیں

دیکھیں اور بیسیوں خود منعقد کیں لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح گزشتہ چالیس سالوں میں کوئی کانفرنس بھی نہ ہو سکی۔“

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد صدر الافاضل لاہور اور پھر کراچی تشریف لائے، دستوری خاکہ کے لئے آپ سے عرض کیا گیا لیکن اچانک طبیعت ناساز ہو گئی اور واپس ہندوستان تشریف لے گئے اور پھر وہاں ممالک اسلامیہ اور خلافت عثمانیہ کے وساتیر و قوانین کو سامنے رکھ کر پاکستان کے لئے ایک اسلامی دستور کا خاکہ تیار کرنا شروع کیا، ابھی اوداعات لکھنے پائے تھے کہ ۱۹ ارغزی الحجہ ۱۳۶۷ھ / ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مراد آباد میں وصال فرما گئے۔ مزار مبارک جامعہ نعیمیہ، مراد آباد کے احاطہ میں واقع ہے۔

صدر الافاضل کی اولاد امجاد میں چار فرزند ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ مولوی ظفر الدین ۲۔ مولوی محمد اختصاص الدین

۳۔ جناب ظہیر الدین ۴۔ جناب انظہار الدین

”السواد الاعظم“ کے مطالعہ سے اتنا پتا چلتا ہے کہ ۲۱ و ۲۳ ربیعہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۲۷ء کو طاعون کی وبا میں یکے بعد دیگرے آپ کی دو صاحبزادیاں فوت ہو گئیں۔ اس وقت صدر الافاضل علی پور تشریف رکھتے تھے اور مدفن کے بعد دولت کدے پہنچے، اس لئے یہ غم معمولی غم نہ ہوگا۔ دو صاحبزادیاں اور تھیں،

بہن ایک زوجہ مولوی حکیم سید یعقوب علی، مقیم کراچی، اور

بہن دوسری زوجہ حافظ سید حامد علی، مقیم مراد آباد

صدر الافاضل قبر عالم اور صاحب بصیرت سیاستدان تھے۔ عظمت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت فاضل بریلوی نے ”الطاری الداری“ کا مسودہ آپ کو دکھایا، اور جب آپ نے بعض ترمیمات کی سفارش کی تو قبول کر لی گئیں۔ آپ نے نہیں

سال کی عمر میں ”الکلمۃ العلیا لعلاء علم المصطفیٰ“ تصنیف فرمائی۔ ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتب و رسائل آپ سے یادگار ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

☆ تفسیر خزائن العرفان	☆ الطیب البیان	☆ مجموعہ فتاویٰ
☆ تبرکات صدر الافاضل	☆ اسواط العذاب	☆ سوانح کربلا
☆ کتاب العقائد	☆ ابتدائی	☆ آداب الاخیار
☆ فرائد النور	☆ زوائد الحرمین	☆ ریاض نعیم
☆ گلبن غریب نواز	☆ پرائیجین کال	☆ احقاق حق
☆ کشف الحجاب للتحقیقات لدفع التلبیسات		

☆ ارشاد الا نام فی محفل المولود و النقیام
 صدر الافاضل کی تصانیف مراد آباد سے بھی شائع ہوئیں اور ادارہ نعیمیہ رضویہ، (لاہور) از ہر یک ڈپو (کراچی) مکتبہ اہل سنت (کراچی) نوری کتب خانہ (لاہور) اور مکتبہ فریدیہ، کراچی نے بھی بعض کتابیں شائع کی ہیں۔

الغرض صدر الافاضل چودھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر عالم اور ماہر سیاست داں تھے، مذہب و سیاست پر ان کی بہت گہری نظر تھی۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہونے والی ”تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند“ میں پروفیسر عبدالقیوم نے بجا طور پر صدر الافاضل کے لئے ان تاثرات کا اظہار کیا ہے:

”مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی ایک جلیل القدر عالم دین اور نامور فاضل تھے اور ہزاروں لوگ آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے، آپ نے ”خزائن العرفان“ کے نام سے قرآن کریم کی ایک عمدہ تفسیر لکھی ہے۔“ (جلد دوم۔ ص ۴۴۳)

امام مسعود احمد، پروفیسر اکثر، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مطبوعہ ماہنامہ نور المجیب، لاہور
 شمارہ نومبر ۱۹۷۹ء

مآخذ و مراجع

کتب:

- ۱۔ محمد محدث کچھوچھوی، سید: خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ، ص ۲۹، مطبوعہ بریلی ۱۹۳۶ء
- ۲۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا: کتاب العقائد، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء
- ۳۔ احمد رضا خاں، امام: الاستمداد، ص ۹۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۴۔ اقبال احمد فاروقی، علامہ: حواشی الاستمداد، ص ۹۱، ۹۲، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۵۔ عبدالقیوم، پروفیسر: تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان، جلد دوم، ص ۳۲۳، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۶۔ محمد صادق قصوری، میاں: اکابر تحریک پاکستان، ص ۲۶۶، ۲۷۲، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۷۔ محمد عبدالکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۸۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص ۷۷ تا ۸۰، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۹۔ غلام مصین الدین نعیمی، مفتی: حیات صدر الافاضل مطبوعہ لاہور
- ۱۰۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: مقالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد دوم، ج ۲، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
- ۱۱۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا: سوانح کر بلا، مطبوعہ کراچی
- ۱۲۔ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۲۵۳، مطبوعہ کانپور
- رسائل:
- ۱۳۔ ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء ص ۵۶ تا ۵۹
- ۱۴۔ ماہنامہ السواد الاعظم: ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۲۵ء
- ۱۵۔ ماہنامہ السواد الاعظم: صفر المظفر ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء
- ۱۶۔ ماہنامہ السواد الاعظم: رمضان المبارک و شوال ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۳ء، ص ۱۳

کے اہمیت روزہ، الہام (بہاولپور) شمارہ ۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء ص ۲۰۵

نوٹ:- بعض معلومات مندرجہ ذیل علماء سے حاصل کیں:

۱۔ مولانا غلام نجی الدین فریدی نعیمی (ابن حکیم غلام فرید احمد فریدی خلیفہ فاضل بریلوی و برادر عم

زا و صدر الا فاضل

۲۔ مولانا محمد اطہر نعیمی (ابن مفتی محمد عمر نعیمی تلمیذ رشید صدر الا فاضل و مہتمم جامعہ نعیمیہ، مراد آباد

عالمی مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۵۴ء) کی باکمال شخصیت چودھویں صدی ہجری کے علماء اور مبلغین اسلام میں سرفہرست نظر آتی ہے، انہوں نے تنہا ایک انجمن کا کام کیا، ان کے عزم و حوصلہ کو دیکھ کر صدر اول کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، ان کی ذات گرامی میرے لئے اجنبی نہیں، والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۶۶ء) سے ان کے خصوصی مراسم تھے، مفتی اعظم کی خدمت میں ان کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ اور تقریریں بھی سنی ہیں۔

حضرت مولانا میرٹھی عظیم المرتبت عالم و عارف تھے اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ (م۔ ۱۹۴۱ء) کے جلیل القدر خلیفہ — امام احمد رضا نے ”الاستمداد“ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۳۸ء) بھی امام احمد رضا کے خلیفہ تھے، انہوں نے ملک و بیرون ملک مذہبی اور سیاسی سطح پر کارہائے نمایاں انجام دیئے، ”الاستمداد“ میں ان کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۲)

امام احمد رضا صفات جلالیہ اور جمالیہ کے جامع تھے، آپ کے خلفاء میں بعض جلالی تھے اور بعض جمالی — حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ جمال رضوی کا آئینہ تھے، چلتا پھرتا امن کا ایک سفیر تھے، ان کی زندگی عالم گیر محبت سے عبارت تھی، انہوں نے حیرت انگیز ایثار و قربانی سے کام لیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

ایک زمانہ تھا جب کہ عدم معرفت کی وجہ سے بعض لوگ امام احمد رضا کے ذکر و فکر سے انتہائے محسوس کرتے تھے، غالباً لوگوں کی اسی تنگ دلی کی وجہ سے حضرت مولانا میرٹھی اور ان کے اخلاف اجماعاً نے ابتداء میں امام احمد رضا کا زیادہ چرچا نہیں کیا۔ امام احمد رضا کے مخالفین نے ایک عظیم مہم چلا کر اہل علم کو ان سے بدظن کیا، اور ان کی عزت و ناموس کے درپے ہوئے، شاید ہی کوئی اسلام کا شیدائی ہو جس نے تہمت غلط کے تیر نہ کھائے ہوں۔

من ذالذی ینجو من الناس سالماً

لیکن جو محبوبانِ خدا، خدا کے لئے اپنی عزت اور اپنی زندگی لٹاتے ہیں وہ مرتے ہیں، جیتے ہیں۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولا کن
لا تشعرون

تو جب اپنے خیال میں سب مار چکے اور سمجھے کہ وہ مر چکا تو ہاتھ غیبی نے اس کی زندگی کا اعلان کیا اور مخالفین و بدخواہوں کو متنبہ کیا ہے:

یاناطح الجبل العالی لتکلمہ

اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

امام احمد رضا پر بدنامی اور گمنامی کا ایک زمانہ گزرا۔ ایسا کنٹھن وقت کہ اہل علم نام لیتے سمجھتے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت مولانا میرٹھی اور ان کے اخلاف نے اپنا مشن جاری کیا، انہوں نے اشاعت اسلام کی خاطر اپنے شیخ امام احمد رضا کا چرچا نہ کیا، لیکن امام احمد رضا تو پہلے ہی اسلام اور شارع اسلام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر سب کچھ نثار کر چکے تھے۔

فَاِذَا هِيَ وَوَالِدَتِي وَعَرْضِي

لِعَرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وَقَاءِ

ایک طرف ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف یہ دیکھا گیا کہ اپنے شیوخ اور اساتذہ کی مداخلت کی خاطر اسلام اور شارع اسلام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بھی پرواہ نہ کی گئی۔ حضرت مولانا میرٹھی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ اور داماد مولانا فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۱ء) نے ”المركز الاسلامی“ کے نام سے کراچی میں ایک اسلامی ادارہ قائم کیا۔ اس میں بھی امام احمد رضا کا کوئی ذکر و فکر نہ تھا بلکہ عرصہ دراز کے بعد جب امام احمد رضا کی شخصیت سے غبارِ تہمت و بدنامی پڑا تو شاید پہلی مرتبہ اس ادارے کے انگریزی ماہنامہ^۱ میں امام احمد رضا پر مختصر مضمون شائع ہوا۔ اسی طرح جب جارج برٹاؤ شاہ اور مولانا میرٹھی کے درمیان مکالمے کی روکداد انگریزی میں شائع کی گئی مگر اس کے سوانحی حصے میں امام احمد رضا کا نام تک نہیں۔ مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ ایثار و قربانی اشاعت اسلام کی خاطر کی گئی۔

لیکن اب جب کہ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں امام احمد رضا کا تعارف ہو چکا ہے اور اہل علم و دانشور آپ کی عبقریت اور فضیلت علمی کے معترف نظر آ رہے ہیں، یہ راز، راز نہیں رہا اور نہ رہنا چاہیے۔

اب راز، راز نہ سکے گا کہ ان کی یاد

چلوں تک آگئی ہے چرخاں کئے ہوئے

(۳)

علمائے اہل سنت کا یہ خاص امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے عقائد کی درستی اور اسلام

۱۔ ماہنامہ منارٹ (انگریزی) کراچی، شمارہ اگست ۱۹۷۱ء، ص ۱۳ تا ۱۷

کی اشاعت کے لئے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ جبکہ بعض دوسرے علماء ہنود سے سیاسی اتحاد کی وجہ سے شاید ہنود میں اشاعت اسلام کی خدمت انجام نہ دے سکے۔ بلکہ کفار و مشرکین ان کی سیاسی زندگی کا جزو لا ینفک بن کر رہ گئے۔ یہ ایک تاریخی المیہ ہے۔ صرف علمائے حق کی ایسی صاف ستھری تاریخ ہے جو کفار و مشرکین کے ذکر سے پاک ہے۔ اگر ذکر ہے بھی تو بائعہ از مومنانہ اور بہ اسلوب قاہرانہ۔ مبلغین میں بعض لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کوشش کی اور کفار و مشرکین سے تعرض نہ کیا، اصلاح کا یہ انداز عاقبت کوشاں ہے۔ بلاشبہ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینا ہمت کی بات ہے، اس کے لئے علم و فضل، عزم و حوصلہ اور ایمان کامل کی ضرورت ہے، یہ جواہر علمائے حق ہی میں نظر آئیں گے۔

مع ایں سعادت قسمت شہباز و شاہین کردہ اند

ان علماء حق کی پاک سیرتیں اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے باعث افتخار ہیں۔ حضرت مولانا میرٹھی انہی جلیل القدر مبلغین میں نہایت ممتاز نظر آتے ہیں، انہوں نے اسلام کی اس طرح تبلیغ فرمائی کہ تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مولانا میرٹھی کے شیخ مجاز امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل چار چیزوں کی طرف خاص طور پر اپنی توجہ مرکوز کی:

- ۱ فقہ حنفی کے مطابق فتوے نویسی
- ۲ تدریس علوم دینیہ
- ۳ گستاخان رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی سرکوبی
- ۴ تبلیغ دین اسلام

امام احمد رضا کے خلفاء و تلامذہ میں:

● بعض حضرات وہ ہیں جو بحیثیت فقیہ، مفتی مشہور ہوئے،

- بعض وہ ہیں جو بحیثیت معلم و مدرس مشہور ہوئے،
- بعض وہ ہیں جو بحیثیت مناظر اسلام مشہور ہوئے،
- اور بعض وہ ہیں جو بحیثیت مبلغ اسلام مشہور ہوئے،

گویا امام احمد رضا کی جامعیت کے مختلف پہلو فرد افراد و خلفاء و تلامذہ میں نظر آتے ہیں۔ حضرت مولانا میرٹھی اس صدی کے مبلغین اسلام کے قافلہ سالار ہیں، انہوں نے دنیا کے بیسیوں ملکوں کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو شرف باسلام کیا۔ جن میں پروفیسر بھی ہیں۔ دانشور بھی ہیں، عمائدین اور اعیان مملکت بھی ہیں، پھر ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو مرید کر کے ان کی روحانی اصلاح بھی فرمائی۔ جشن نزول قرآن ۱۹۶۹ء میں قلمپائی مندوب ڈاکٹر احمد نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا میرٹھی نے ہزاروں غیر مسلموں کو شرف باسلام کیا اور وہ خود بھی انہیں کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔

حضرت مولانا میرٹھی دوسری زبانوں کے علاوہ، انگریزی زبان پر حیرت انگیز عبور رکھتے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر بھی انگریزی کے ماہر تھے مگر انہوں نے اس سے وہ کام نہ لیا جو مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ نے لیا۔ جاپان کی ایک مجلس میں جہاں آپ نے تقریر فرمائی، ٹوکیو کے پروفیسر این، ایچ برلاس نے انگریزی زبان میں آپ کی مہارت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی آواز کو ترنم ریز و دل آویز قرار دیا۔ راقم کو بھی حضرت مولانا کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی آواز میں بلا کی کشش اور کھنک تھی۔ اردو، عربی، انگریزی اور بعض دوسری زبانوں میں بے تکان تقریر کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام کے سلسلے میں حضرت مولانا میرٹھی نے تقریباً ۳۵ ملکوں کا دورہ کیا۔ عوام سے لے کر خواص تک اور خواص سے لے کر اعیان مملکت تک رابطے قائم کئے اور

اسلام کا پیغام پہنچایا۔ مختلف ملکوں میں سینکڑوں تعلیمی، علمی، دینی اور رفاہی ادارے قائم کئے۔ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں، کتب خانے قائم کئے اور اخبارات و رسائل جاری کروائے۔

(۴)

خدمتِ اسلام کے ساتھ حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ نے سیاسیات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات میں شریک رہے اور اس سلسلے میں ۱۹۳۲ء میں ۶ ماہ قید و بند کی مشقتیں بھی اٹھائیں۔ ۱۹۳۶ء میں قراردادِ پاکستان پاس ہونے کے بعد پاکستان کے لئے جدوجہد کی۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔ پھر بیرون ہند پاکستان کے لئے انتھک کوشش کی۔ ۱۹۴۸ء میں اسلامی مسودہ آئین کی تیاری کے سلسلے میں سعی فرمائی۔ وہ قائدِ اعظم کے قریب تھے اور قائدِ اعظم ان پر اعتماد فرماتے تھے۔

حضرت مولانا میرٹھی کی ہمہ گیر اسلامی مساعی جمیلہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ صلہ عطا فرمایا جو ہر دل کی آواز ہے، سرزمینِ قدس میں وصال فرمایا اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدم مبارک میں دفن ہوئے۔

(۵)

حضرت مولانا میرٹھی کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی اور داماد و خلیفہ مولانا فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۷ء) نے آپ کے کام کو سنبھالا اور آپ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ خدمتِ اسلام کے سلسلے میں دونوں حضرات کی مساعی ناقابلِ فراموش ہیں:

۱۔ مولانا فضل الرحمن انصاری نے یوں تو بہت سے کام کئے مگر عمر کے آخری حصے میں جو کام کر گئے اور کتاب لکھ گئے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں ہے

اور دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، عنوان ہے:

THE QU'ANIC FOUNDATION AND STRUCTURE OF
MUSLIM SOCIETY. (KARACHI, 1973)

۱۹۷۳ء میں ہوٹل انٹرکانٹیننٹل (کراچی) میں اس کتاب کی تقریب رونمائی ہوئی تھی۔ جس میں علماء و دانشور شریک ہوئے اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا، اس موقع پر مسٹر اے۔ کے۔ بروہی نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

”اقبال کے انگریزی خطابات تفکیک جلدی اظہیات کے بعد اگر کوئی دوسری کتاب میری نظر میں آتی ہے تو وہ یہ کتاب ہے۔

(ترجمہ انگریزی ملخصاً)

اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے فرمایا:

”مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے اب تک جو بہترین کی کوششیں کی گئی ہیں ان میں سے یہ ایک ہے۔“ (ترجمہ انگریزی)

۲ حضرت مولانا میرٹھی کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی، راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز (م۔ ۱۹۶۶ء) اور برادر بزرگ حضرت مولانا مفتی مظفر احمد علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۱ء) سے خاص تعلق و محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے عوامی سطح پر مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور اسلام کا شعور بخشا انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا، تحریک ختم نبوت (م۔ ۱۹۷۳ء) اور تحریک نظام مصطفیٰ (م۔ ۱۹۷۴ء) میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

”نظام مصطفیٰ“ کا فخر انہوں نے دیا۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ہر دل کی آواز بن گیا

تاریخ پاکستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔۔۔ وہ ایک باوقار لیکن بیباک سیاستدان ہیں، ان کی جرات و بیباکی کے واقعات ان کی سیاسی مخالفین نے بیان کئے ہیں۔۔۔ ۱۹۵۸ء میں جب وہ روس کے دورے پر تشریف لے گئے تو لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا، اسی طرح ۱۹۷۹ء میں جب ڈھاکہ میں یحییٰ خاں سے ملاقات ہوئی تو وہ شراب پی رہا تھا، بقول شورش کاشمیری یہ منظر دیکھ کر مولانا نورانی نے فرمایا:

”یحییٰ شراب بند کرو، ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ آخر کار اس کو شراب اٹھانا پڑی۔“

سچ ہے:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آئی نہیں رو باہی

مولانا شاہ احمد نورانی نے ۱۹۷۹ء میں قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ جس طرح ۱۹۲۲ء میں ان کے والد ماجد حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ نے برداشت کی تھیں۔

۳ نورانی میاں کی والدہ ماجدہ بھی صاحب عزیمت خاتون ہیں۔۔۔ نورانی میاں کے ایام اسیری میں جب ان کے عقیدتمندوں نے ہمدردی کے تاریبھیجے تو اس خاتون نے جو بیان جاری کیا تاریخ عزیمت میں آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور قروں اولیٰ کی اوالعزم مسلمان عورتوں کی یاد دلاتا ہے، انہوں نے فرمایا:

”میں ان تمام لوگوں کو جو نورانی میاں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر آزرہ ہیں، یہ ہدایت کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اظہارِ افسوس کے بجائے خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان کے راہنما کو حق بات کہنے اور پھر حق بات کے لئے سختیاں جھیلنے کی سعادت عطا کی۔ مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کہ اس نے عظیم باپ مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی

لاج رکھ لی۔“

۴ اسی صاحب عزیمت ماں کی صاحبزادی ڈاکٹر فریدہ ہیں جو ساہا سال سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں، انہوں نے پردہ میں رہ کر دین و ملت کی وہ خدمت کی جو دوسری عورتیں پردے سے باہر نہ کر سکیں۔ — کہا جاتا ہے کہ پردہ کی پابندی سے عورت خود اپنی زندگی نہیں بنا سکتی، لیکن ڈاکٹر فریدہ نے عملی مثال پیش کر کے بتایا کہ پردے میں رہ کر نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی زندگیاں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔

الغرض حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات ملت مسلمہ کے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ — وہ خود ہی نمونہ نہ تھے، ان کا سارا گھرانہ نمونہ ہے۔ ان کے فرزند ارجمند ان کے داماد، ان کی اہلیہ، ان کی صاحبزادی سب کے سب دین اسلام کی خدمت کا وہ جذبہ رکھتے ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں جو دوسرے نہ کر سکے۔

(۶)

متعدد کتب و رسائل حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کی علمی یادگاریں ہیں، مگر ان میں سرفہرست وہ تقاریر اور مقالات ہیں جو تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہیں، اگر یہ جمع کر لی جاتیں تو کئی ضخیم مجلدات تیار ہو سکتی تھیں مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا۔ بہر حال اب کوشش کی جا رہی ہے۔

۱۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۷ء کراچی

۲۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: تقدیم ”علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری“ (تقدیم محرمہ ۱۳ جون ۱۹۷۸ء از نواب شاہ،

سنہ ۱۳۷۷ھ) مولانا ظلیل احمد رانا مبلوہ کراچی ۱۹۹۳ء

ضیاء الممکت حضرت علامہ محمد ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی علیہ الرحمہ

انسان، انسان ایک جیسے نہیں۔ اس رنگارنگ کائنات میں کوئی شے ایک جیسی نہیں۔ انسان کو انسان پر اور انسانوں کو انسانوں پر برتری حاصل ہے۔ یہ قانون الہی ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ انسان، انسان ایک جیسے ہیں تو اس کی سمجھ ابھی تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے، روشنی میں نہیں آئی۔ روشنی بھی عجیب دولت ہے، حقائق سے پردے اٹھا کر جلوے دکھاتی ہے۔ پھر وہ پچھ نظر آتا ہے جو آنکھ نہیں دیکھ سکتی، وہ صدائیں آتی ہیں جو کان نہیں سن سکتے، وہ خوشبوئیں مہکتی ہیں جو ناک نہیں سونگھ سکتی، وہ لطف آتا ہے جو زبان نہیں چکھ سکتی ہے اور وہ کیف و سرور محسوس ہوتا ہے جس کو چھو کر نہیں پاسکتے۔ یہ جلوے حواس ظاہری کی پہنچ سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

ایک انسان وہ ہیں جو دنیا کے ہاتھ بک گئے اور ایک انسان وہ ہیں جن کو ان کے مولیٰ نے خرید لیا۔ بھلا یہ دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ نسبتوں سے پستیاں بھی ملتی ہیں اور بلندیوں بھی۔ پست وہ ہیں جنہوں نے پستیوں سے نباہ کیا اور بلند وہ ہیں جنہوں نے بلندیوں سے پیار کیا۔ حسین اور بلند والا سیرتیں بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور نعمتیں ہیں۔ یہ انسان کو انسان بناتی ہیں، یہ ماحول کو روشن رکھتی ہیں۔ ان کا وجود اللہ کی دلیل ہے، ان کا شعور اللہ کی برہان ہے۔ ایسی ہی ایک ہستی۔ جس کو آسمان ایک صدی تک تکٹا رہا، جس کو زمین ایک صدی تک دیکھتی رہی۔ جس نے زندگی کوئے یار میں گزاری، جس نے جاں، حریم جاناں میں واری۔ ہاں وہ عارف کامل، عالم طلیل ہے جس کا نام نامی مفتی محمد ضیاء الدین

ہے، جس کو قادری رضوی نسبتیں حاصل ہیں۔ وہ انہیں برگزیدہ ہستیوں میں تھا، زندگی جن پر ناز کرتی ہے، نوع انسانی جن پر فخر کرتی ہے۔ آئیے اس کی باتیں کریں، اس کے احوال سنیں۔

(۲)

شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء الدین قادری رضوی مدنی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ عہد جہانگیری کے مشہور عالم علامہ محمد عبدالکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ تھے جنہوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو ”مجدد الف ثانی“ کے لقب سے پہلی بار یاد فرمایا۔ پھر یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ ان کی پہچان فرار پایا۔

حضرت ضیاء الملت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو اپنے سرکا تاج اور ”مکتوبات امام ربانی“ کا مطالعہ فرماتے۔ ایسے کامین مکتوبات شریف کے اسرار و رموز کو سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے، مگر انہوں نے اپنے علم و عرفان کو پوشیدہ ہی رکھا۔ اور عاجزی و انکساری کو پسند فرمایا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۷ء میں سیالکوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری اور مولانا غلام قادر بھیروی وغیرہ سے حاصل کی پھر ہندوستان میں محدث کبیر علامہ وحی احمد محدث سورتی کی خدمت میں پہلی بحیثیت (یو۔ پی) حاضر ہوئے۔ علامہ موصوف امام احمد رضا بریلوی کے جگہری دوست تھے، چنانچہ اسی تعلق کی بنا پر حضرت مدنی علیہ الرحمہ ساڑھے تین سال تک مسلسل پہلی بحیثیت سے بریلی حاضر ہوتے رہے، حتیٰ کہ امام احمد رضا کے منظور نظر ہو گئے اور ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں سلسلہ قادریہ کی اجازت و خلافت سے

ارتقا۔ سیدی ضیاء الدین احمد قادری مدنی، مؤلف شیخ محمد عارف خیالی مدنی (غیر مطبوعہ)

نوازے گئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں استاد محترم علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے بکثرت مشائخ سے فیض حاصل کیا اور اجازات حاصل کیں۔ ان کے شیوخ میں امام احمد رضا بریلوی اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی، علیہما الرحمہ کے علاوہ یہ مشائخ قابل ذکر ہیں:

سید حسین الحسنی کردی، شیخ احمد القس ماکی القادری مراکشی المدنی، سید عبدالرحمن سراج مکی، شیخ محمد ہاشمی، علامہ بدرالدین حسی شامی، شیخ احمد شریف السوسی طرابلسی، علامہ عبدالباقی فرنگی مکی مہاجر مدنی، شیخ امین قطبی، شاہ عبدالحق آبادی مہاجر مکی، علامہ یوسف بن اسماعیل صہبانی، شاہ علی حسین اشرفی، شیخ نور سیف کچھوچھوی، شیخ ابو الخیر، شیخ سید احمد الحریری، شیخ سیدی صباغی، شیخ علوی وغیرہ وغیرہ۔

آپ نے زندگی میں بہت سے سفر کئے۔ سفر محض اللہ کے لیے ہوں تو سیرت میں پختگی پیدا ہوتی ہے، نظر وسیع ہوتی ہے، تنگ دلی دور ہوتی ہے، تحمل و بردباری اور صبر کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ پھر تراش خراش سے شخصیت چمکتا دمکتا ہیرا بن جاتی ہے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۲۴ سال کی عمر میں امام احمد رضا سے اجازت لے کر کراچی آئے، پھر بغداد شریف چلے گئے جہاں نو برس قیام فرمایا۔ اس عرصے میں مختلف شیوخ سے اجازت و خلافت حاصل کی جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ ۱۳۲۵ھ/۱۹۱۰ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اس وقت ترکوں کی حکومت تھی اور اسلامی تہوار بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے تھے۔ جبر و قہر کا یہ ماحول نہ تھا جواب ہے۔ ترکی حکومت کا خاتمہ اور سعودی خاندان کا غلبہ آپ ہی کے سامنے ہوا۔ آپ بہت سی خونچکاں داستانوں کے معنی شاہد تھے۔ نجدی حکومت نے جب اہل بیت

اطہار اور صحابہ کرام کے مزارات اور قبے ڈھانے شروع کئے تو برطانیہ کے حکمہ جاسوسی نے ان عزائم کی تکمیل کے لئے بعض مفتیوں سے جواز کے فتوے لئے، جس کا ذکر ایک جاسوس ہمبرے نے اپنی یادداشت (مطبوعہ لاہور) میں کیا ہے۔ آپ کے سامنے بھی فتویٰ پیش کیا گیا، مگر آپ نے دہشت و بربریت کے اس ماحول میں بھی دستخط نہیں فرمائے اور صاف انکار کر دیا۔ اس سے دین پر آپ کی استقامت اور جرات و بے باکی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کو نجدی حکومت کی طرف ڈرایا دھمکایا گیا مگر

ع اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے تقریباً ۵۷ سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس طویل عرصے میں ماسوائے حج کے صرف تین بار مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے:

● پہلی بار ترکوں کے زمانے میں ترکی تشریف لے گئے

● دوسری بار دربار رحمت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشارہ پا کر ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں امام احمد رضا کی عیادت کے لئے بریلی حاضر ہوئے۔ (آپ کی واپسی کے بعد ۲۰ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن اذان جمعہ کے وقت امام احمد رضا وصال فرما گئے)

● تیسری بار اپنے صاحبزادے مولانا فضل الرحمن قادری کے علاج کے لئے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے، ان موقعوں کے علاوہ کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی قوی نسبت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کے آداب و اخلاق میں سفت کی جھلک نظر آتی ہے۔ دنیا سے بے رغبتی، عیب پوشی، وسیع القسی، دریادلی، خلوص و لہیت اور اسی قسم کی بہت سی خوبیوں سے آپ کی سیرت مالا مال تھی۔ کسی بھی عارف کی نشانی ظاہر و باطن میں اتباع رسول علیہ التحیۃ والتسلیم ہے۔ بغیر اتباع کامل کے کوئی نہ

عارف بن سکتا ہے نہ منور سکتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عمامہ سر پر رکھ لیا، یک مشت واڑھی رکھ لی، ٹخنوں سے پا جامہ اوپر رکھ لیا بس سنت پر عمل ہو گیا اور فصاحت کرنے کے قابل ہو گئے، نہیں نہیں! ایسے عمامے والے، واڑھی والے، ٹخنوں سے اوپر پا جامہ رکھنے والے بہت پھرتے ہیں مگر صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت کی لذت سے محروم ہیں۔ جب تک باطن سنت کے انوار سے منور نہ ہو، سنت پر عمل کا حق ادا ہو نہیں سکتا۔

— آداب، خیالات، جذبات، احساسات اور احوال و مواجید کا سنت کے سانچے میں ڈھلنا ضروری ہے، تب انقلاب آتا ہے اور وہ انسان بنتے ہیں جو انسان بناتے ہیں، ماحول بدل جاتا ہے، ”مِنَ الْمُظْلَمَاتِ إِلَى النُّورِ“ کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور اس کے رنگ سے بڑھ کر کونسا رنگ ہے۔

حضرت ضیاء الملت کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کیا ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کی زندگی میں سنتیں چمکتی دیکتی نظر آتی ہیں۔ اتباع سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ حضرات، ”فَإِذَا خُلِیَ فِیْ عِبَادِیْ وَ إِذَا خُلِیَ جَنَّتِی“ کے مستحق ہو گئے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی عشق و محبت کی وجہ سے حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ سادات کرام کے آداب میں بہت مستعد تھے، احترام کرتے وقت وہ شخصیت کو نہیں نسبت کو دیکھتے تھے، وہ مرشد کریم امام احمد رضا محدث بریلوی کے عکس جمیل تھے۔ اسی احترام سے عشق و محبت کی چپائی کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کی شخصیت کا بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو اہل دنیا کے سامنے ذبح کر دیا۔ شیخ محمد عارف قادری فرماتے ہیں، ایک روز میں نے رات گئے نذر میں آنے والے روپے، ریال، ڈالر، پونڈ وغیرہ جمع کر کے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ فرمایا: ”ان کو پھاڑ دو“، میں نے اسی وقت سب کو پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا: ”گلی میں پھینک آؤ۔“ میں نے ریزہ ریزہ کر کے گلی میں پھینک

دیا۔۔۔۔۔ پھر کیا ہوا؟۔۔۔۔۔ شیخ محمد عارف قادری فرماتے ہیں اسی روز میرے دل سے دنیا کی محبت نکل گئی۔۔۔۔۔ بیشک:

”لَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ رَزَقَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا“

دور جدید کے بعض علماء دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں مگر یہ حضرات عالیہ دنیا سے بھاگتے تھے اور دنیا ان کے پیچھے دوڑتی تھی۔۔۔۔۔ یہ وہی دنیا ہے، حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور فرمایا تو یہی فرمایا:

”لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ“

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے محبت مانگی ہم نے یہ بھی نہ دی، پھر ہم نے کیا دیا۔۔۔۔۔!



آپ کی مجلس میں کوئی غیبت نہ کر سکتا تھا، اگر کوئی جرأت کرتا تو آپ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے لگتے اور کسی نہ کسی طرح اس کو غیبت سے روک دیتے۔ ہماری محفلوں میں غیبت کا راج ہے، اپنوں کی غیبتیں، محسنوں کی غیبتیں، بزرگوں کی غیبتیں، غیروں کی غیبتیں، گویا غیبت اوڑھنا بچھونا ہو گیا، خود بگڑتے ہیں، دوسروں کو بگاڑتے ہیں۔۔۔۔۔ حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کا دامن عصمت، غیبت سے بالکل پاک تھا، نہ غیبت سنتے، نہ غیبت کرتے۔۔۔۔۔ وہ ملتے بھی تھے، ملاتے بھی تھے، ہم اپنوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور دور کرتے چلے جاتے ہیں۔

ع نہیں تفاوت راہ نہ کجاست تا کجا !

کسی سے کام نہ لینا، سب کے کام کرنا۔۔۔۔۔ کسی کا احسان نہ لینا، سب پر احسان کرنا آپ کی عادت شریف تھی کہ ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ انتہائی ضعف و نقاہت کے باوجود اٹھتے بیٹھتے کسی کا سہارا نہ لیتے، راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ

محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی عالم تھا، یہ حضرات عالیہ سہارا بن کر آتے ہیں پھر کسی کا سہارا کیوں لیں؟ جب راقم نے حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کے حالات پڑھے تو حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپ کو حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ سے بڑی محبت تھی جو عالم مدینہ منورہ حاضر ہوتا، اس کو آپ کی خدمت میں حاضری کی ہدایت فرماتے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو فرشتے اس کی محبوبیت کا اعلان کر دیتے ہیں اور ازراہِ جوق و جوق چلے آتے ہیں۔ سبحان اللہ!!

آپ سنت نبوی کا پیکر تھے، کیا اعمال و افکار اور کیا اخلاق و عادات۔ آپ کریم النفس، محبت نواز، شفیق و ظلیق، متواضع، منکسر المزاج، مہمان نواز، سخی و فیاض، عالم شریعت، واقف اسرار طریقت، حافظ قرآن، سلف کی یادگار تھے۔ جو آپ کو دیکھتا، خدا کو یاد کرتا۔ آپ عقائد کی صحت اور نماز کی پابندی کی تاکید فرماتے، افتراق انتشار سے الگ رہنے کی تلقین کرتے، جس کو محبت رسول میں سرشاری مل جائے، پھر وہ دوست و دشمن کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔

(۳)

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کو نعت کا بڑا ذوق و شوق تھا۔ امام احمد رضا کے کلام کی گونج مسجد نبوی کے زیر سایہ آپ کے دولت کدے میں سنائی دیتی۔ عشاء کے بعد بلا تاخیر محفل نعت ہوتی اور آخر میں امام احمد رضا کا مشہور سلام پڑھا جاتا جس کی گونج آج سارے عالم میں سنی جا رہی ہے۔ امجد حیدر آبادی کی مشہور نعت جس کا مطلع ہے:

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی محفل نعت میں خود امجد حیدر آبادی نے سنائی تھی، پھر

وہ ایسی مشہور ہوئی کہ ہر زبان کا ترانہ بن گئی۔ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں محفل میلاد ہوتی حضرت مدنی علیہ الرحمہ کو ضرور دعوت دی جاتی اور آپ تشریف لے جاتے۔ آپ پابندی کے ساتھ

● ۲۵۔ صفر المظفر کو امام احمد رضا کا عرس کرتے،

● ۱۲۔ ربیع الاول کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم،

● ۶۔ رجب کو مجلس معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،

● ۲۷۔ رجب کو محفل شب معراج،

● ۱۵۔ شعبان کو مجلس شب بارات منعقد کرتے۔

● خلفاء اربعہ اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم کے ایام ضرور مناتے۔

الغرض آپ کا دولت کدہ نجدی اثرات سے بالکل مامون محفوظ تھا، یہ محبت و عشق کا گہوارہ تھا، جہاں جوق در جوق اہل محبت آتے جن میں عرب و عجم کے علماء بھی ہوتے اور ایسے ادب سے دوزانو بیٹھتے جیسے استاد شاگرد کے سامنے بیٹھتا ہے، بے شک یہ آپ کے زہد و تقویٰ اور عشق و محبت کی جہیت تھی۔

(۳)

حضرت مدنی علیہ الرحمہ ۷۵ سال کے طویل عرصہ تک در محبوب کی درباری کے فرائض انجام دیتے رہے، پھر وہ وقت آیا جو ہر فی حیات پر آتا ہے۔ بستر علالت پر آرام فرما رہے ہیں، مگر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے، حتیٰ کہ ہسپتال میں بھی ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ کی صدائے دل نواز گونج رہی ہے۔ ہاں وہ آنے والا وقت آگیا، ایسے محبوب کا دنیا سے اٹھ جانا ایک عظیم المیہ ہے۔ اسی لیے فرمایا:

موت العالم موت العالم

وصال کے وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ علیہ، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح تشریف لاتی رہیں اور آپ استقبال فرماتے رہے۔

آج ۳ رذوالحجہ ۱۳۹۱ھ/ ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء جمعہ کا مبارک دن ہے، ادھر جمعہ کی اذان ہو رہی ہے اور ادھر حضرت مدنی علیہ الرحمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہتے ہوئے جان عزیز جاں آفریں کے سپرد فرما رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
دل تو جاتا ہے اس کے کوچہ میں

جا مری جاں ، جا ، خدا حافظ ! ع

خدا کی شان ہے، آپ کے پیر و مرشد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی جمعہ کے دن، اذان جمعہ کے وقت وصال فرمایا تھا، یہ بحسب حسن انفاق ہے!
امام احمد رضا کی آرزو تھی:-

آستاں پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو

پھر تو اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

امام احمد رضا آستاں پہ نہ رہے، تو ان کا دل رہتا تھا اور ان کے فرزند معنوی حضرت مدنی علیہ الرحمہ امام احمد رضا کی اس آرزو کی تکمیل کے لئے مسجد نبوی کے باب مجیدی کے قریب جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر رہے ہیں۔ اور جان جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا جنازہ باب رحمت سے مسجد نبوی میں داخل ہوا، محراب نبوی میں رکھا گیا، ساری دنیا کے حجاج اور مدینہ منورہ و مکہ معظمہ اور دیگر اسلامی ممالک کے مسلمان شریک جنازہ تھے، نماز جنازہ مفتی محمد علی مراد شاہی نے پڑھائی جو آپ کے خلیفہ ہیں، اس کے بعد جنازہ تین منٹ کے لئے مواجہہ شریف میں رکھا گیا، پھر یہ جنازہ

۱۔ تقدیم ”سیدی شیاء الدین احمد قادری مدنی“

قدم مبارک میں رکھا گیا، اس کے بعد باب جبریل سے باہر آیا، اڑدھام کی وجہ سے بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔ نجدی حکومت میں اٹھنے والے اس جنازے کی شان تو ملاحظہ فرمائیں، بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا جا رہا ہے، کچھ لوگ قصیدہ بردو شریف پڑھ رہے ہیں، کچھ لوگ امام احمد رضا کا شہرہ آفاق سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ امام احمد رضا کی یہ الہانہ وعاشقانہ نظم پڑھ رہے ہیں:

ع کعبہ کے بدرالدی تم پر کروڑوں درود

اس طرح ”صلّوا علیہ وسلموا تسلیماً“ کا اظہار جان فزاؤ لوں کو سرور اور آنکھوں کو نور بخش رہا ہے۔ یہ وہی نظم ہے جس کے لئے امام احمد رضا نے وصیت کی تھی کہ جنازہ کے ساتھ ساتھ پڑی جائے اور پڑھی گئی۔ آج ۶۱ برس کے بعد پھر ایک جنازہ اٹھا ہے اور اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس غلام کا شاہانہ آن بان سے جنازہ اٹھا، لاکھوں جاں نثاروں کے لئے جنت البقیع کے دروازے کھول دئے گئے، اس سے پہلے کسی جنازے کے لیے نہیں کھولے گئے۔

اس شان سے جنازہ اٹھا اور جنت البقیع میں جہاں نجدی حکومت کے آدمیوں کے سوا کوئی نہ جاسکتا تھا، سب جا رہے ہیں کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری آ رہی ہے۔ جنت البقیع میں داخلے کی ساری پابندیاں اٹھا دی گئیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک سے دو گز کے فاصلے پر وہاں قبر شریف بنائی گئی جہاں سے گنبد خضراء صاف نظر آ رہا تھا۔ اللہ اللہ وصال کے بعد بھی دید کی آرزو نہ گئی!

بے وہاں جائے بھلا ہم سے رہا جائے کہاں؟

دل سے اس بزم میں جانے کا مزا جائے کہاں؟

۱۔ تقدیم ”سیدی ضیاء الدین احمد القادری“ مؤلفہ شیخ محمد عارف خیائی تقدیم محررہ ۱۲ ذی القعدہ ۱۴۱۳ھ/۶ فروری

یہ کمال محبوبیت و مقبولیت کی نشانی ہے کہ جگہ ملی تو کہاں ملی! — اللہ نے جسم اطہر بھی محفوظ رکھا کہ وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خزانہ ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کی قبر شریف کو نور سے معمور رکھے۔ آمین!

س مٹل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا

نور سے معمور یہ خاکِ شیتاں ہو ترا آمین! ۱

حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے ۷۰ سال کی عمر میں وصال فرمایا، اتنی طویل عمر عزیز دین کی خدمت کے لئے وقف فرمادی، لاکھوں انسان آپ کے روحانی اور علمی فیض سے مستفیض ہوئے، آپ ایک سیل رحمت تھے، جو ایک صدی تک بہتارہا اور ایک عالم کو سیراب کر گیا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی اولاد میں دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے حضرت علامہ مولانا فضل الرحمن صاحب قادری مدنی مدظلہ العالی ہیں۔ موصوف پاکستان کی مشہور سیاسی اور دینی شخصیت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ کے خسر ہیں۔ اس وقت عمر شریف تقریباً ۶۳ سال ہوگی۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مدنی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اجازت سے نوازا اور حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی ۱۹۵۱ء میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آج کل آپ ہی حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے جانشین ہیں اور پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ اہل سنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

۱۔ تقدیم ”سیدی ضیاء الدین احمد القادری“ مؤلفہ شیخ محمد عارف ضیائی تقدیم محرمہ ۱۴۱۳ھ القعدہ ۱۴۲۱ھ ۶/۱۱/۱۴۲۱

۲۔

۲۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نقض المی سے گزشتہ سال ۲۰۰۰ء میں وصال فرما گئے اب ان کے جانشین ان کے صاحبزادے حضرت علامہ ذاکر رضوان صاحب ہیں۔ ظاہر

حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے خلفاء سعودی عرب، جنوبی افریقہ، پاکستان اور بھارت میں پچاس سے زیادہ ہیں۔ اور مریدین عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، الجزائر، لیبیا، سوڈان، جنوبی امریکہ، بنگلہ دیش، پاکستان، بھارت، افغانستان، انگلستان وغیرہ وغیرہ



اکابر اٹھتے جاتے ہیں اور کوئی سوانح مرتب نہیں کی جاتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آنے والی نسل ان بلند پایہ ہستیوں سے بے خبر ہوتی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ محرومی کا شکار ہو کر بھٹکنے لگتی ہے۔ اعراس اور قبوں کی اہمیت اپنی جگہ مگر سب سے اہم کام یہ ہے کہ جانے والوں کے علمی اور فکری آثار کو محفوظ کیا جائے اور قوم کو زندہ رکھا جائے۔

مولانا قاضی عبدالوحید علیہ الرحمہ

قاضی عبدالوحید علیہ الرحمہ، ہندوستان کے مشہور و معروف پیر سر قاضی عبدالودود باگئی پوری کے والد تھے، موصوف امام احمد رضا سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، موصوف کی ادارت میں پٹنہ سے ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ نکلا کرتا تھا، آپ نے رجب ۱۳۱۸ھ میں مدرسہ حنفیہ اہل سنت، پٹنہ کے عام اجلاس میں شرکت کی۔ یہ اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا، یعنی ۷ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء تک۔ قاضی عبدالوحید صاحب نے ”دربار حق و ہدایت“ کے نام سے اس کی روئیداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں مٹنج حنفیہ، پٹنہ میں شائع ہوئی۔ آپ نے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

امام احمد رضا آپ کے وصال سے قبل ۱۸ ربیع الاول کو پٹنہ پہنچ گئے اور جنازے میں شریک تھے۔ مہتمم رسالہ ”تحفہ حنفیہ“ (پٹنہ) مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جنازے کے ہمراہ جاتے ہوئے راستے ہی میں امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل تاریخیں کہیں:

①

یا اکرم الخلق انت الکریم	اکرم القاضی عبدالوحید
قال الرضا فی الدعا حین ارخ	ارحم القاضی عبدالوحید
	(۱۳۲۶ھ)

②

وہب المطون من جنات و عیون (۱۳۲۶ھ) ۲

۱۔ حواشی ”اکرام امام احمد رضا“ ص ۳۵-۳۶ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

۲۔ حواشی ”امام احمد رضا اور عالم اسلام“ ص ۳۷-۳۸ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء
(بحوالہ ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ پٹنہ شمارہ تاریخ الآخر ۱۳۲۶ھ ص ۴۱)

کتابیات

- ۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
- ۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
- ۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء
- ۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء
- ۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء
- ۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
- ۷۔ اختر شاہجہان پوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
- ۸۔ محمد ظلیل احمد رانا: التواضع مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
- ۹۔ مجتہد امام احمد رضا کانفرنس، کراچی شمارہ ۱۹۸۸ء
- ۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء
- ۱۱۔ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، علامہ: تذکرہ جمیل، مطبوعہ بریلی ۱۹۹۱ء
- ۱۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات، جلد دوم، مطبوعہ کراچی اگست ۱۹۹۳ء
- ۱۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء
- ۱۴۔ محمد ظلیل احمد رانا: علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء
- ۱۵۔ محمد برہان الحق جبل پوری، علامہ: جذبات برہان، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء
- ۱۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: انتخاب حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء
- ۱۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات، جلد سوم، مطبوعہ کراچی جولائی ۱۹۹۶ء
- ۱۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات، کامل، (زیر طبع)
- ۱۹۔ ماہنامہ نور الحیب، بصیر پور شمارہ نومبر ۱۹۷۹ء
- ۲۰۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (اعلیٰ حضرت بریلوی نمبر) شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء
- ۲۱۔ ماہنامہ آستانہ، کراچی (محدث اعظم نمبر) شمارہ جنوری ۱۹۹۶ء